قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعہ یکم مئی 2020ء | 7 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 105

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

(البقرۃ:122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں ۔

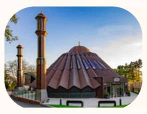

فرمان خلیفہ وقت

احمدی کی دعا دنیا کو تباہی سے بچا سکتی ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’ہم احمدی کمزور ہیں۔ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دولت نہیں ہے۔ ہمارے پاس حکومت نہیں ہے۔ لیکن ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا ہے جس سے اب دنیا کا امن اور سلامتی وابستہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کرنے سے قائم ہو گا۔ دنیا اگر جنگوں کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ سے بچ سکتی ہے اور وہ ہے ہر احمدی کی ایک درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارے میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ فرمایا کہ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ پس آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہمیں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہئے۔ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کے درد کو محسوس کرتے ہوئے، ان آنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں کو محسوس کرتے ہوئے جو ابھی ان پر نہیں آئیں اور جن کا ان کو احساس بھی نہیں ہے۔ حکومتیں اور ایک طبقہ تو اپنے مقاصد کے لئے ایسی حرکتیں کر رہا ہے لیکن لاکھوں کروڑوں معصوم دنیا میں ہیں، ان ملکوں میں ہیں جن کو پتا بھی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور کیا ہو رہا ہے اور وہ بے ضرر اور معصوم ہیں ان کے لئے ہمارا فرض ہے کہ دعا کریں۔‘‘ (خطبہ جمعہ 30جون 2017ء)

اس شمارہ میں

(اداریہ) اِنِّیۡ مُہَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ
سیکرٹریان وقفِ نو یوکے سے حضور انور کا خطاب
خطبہ نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
ماہِ صیام کے مبارک ایام کیسے گزاریں؟
رمضان۔جامع رشد و خیر
اِک شخص جنابِ عالی تھا
لاک ڈاؤن اور ایک احمدی کا عہدِ وفا
ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین
(نظم) ’’دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے‘‘

فرمانِ رسول ﷺ

روزے میں بھول کر کھانا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی بھول کر کھا پی لے تو چاہیے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اُسے کھلایا اور پلایا ہے۔

(بخاری ، کتاب الصوم، بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا، روایت نمبر1933)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ماہِ رمضان کی عظمت اور اس کے روحانی اثرات

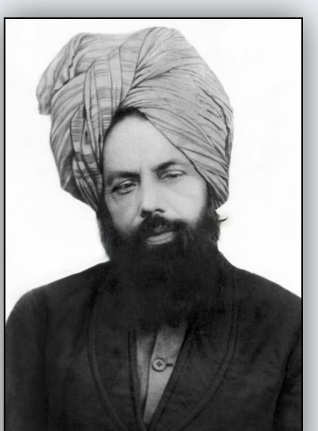

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔حضورؑ مغرب کی نماز گزار کر مسجد کی سقف پر چاند دیکھنے تشریف لے گئے اور چاند دیکھنے کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے۔

حضرت مسیح موعودؑ نےفرمایا کہ’’رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔’’شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ‘‘ (البقرۃ :186) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔پس اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ :186) میں یہی اشارہ ہے۔اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سَلۡمَانُ مِنّا أَهۡلَ الۡبَيۡتِ یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ایک اندرونی اور دوسری بیرونی۔اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں جب مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

نشاط و جوانی تا بہ سی سال
چہل آمد فرو ریزد پر و بال

اب جب سے چالیس سال گزر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا تھا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپرکئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔اب کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلددوم صفحہ561)

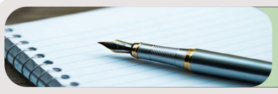

اداریہ

اِنّيِ مُهَاجِرٌاِلٰی رَبِّیْ

ہجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مادی ہجرت یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف عارضی یا مستقل ہجرت کرنا اور ایک روحانی ہجرت ہے یعنی اخلاقی ، روحانی اور دینی مقام سے اعلیٰ و ارفع مقام کو طلب کرنے کے لئے کوشاں رہنا اور اس کے لئے نیکیاں بجا لاتے رہنا۔روٹین کی صبح کی تلاوت قرآن پاک میں خاکسار جب سورۃ العنکبوت کی آیت 27 سے گزرا۔جس میں حضرت لوط علیہ السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے کے ذکر کے ساتھ آپ کا یہ قول درج ہے کہ اِنّيِ مُهَاجِرٌاِلٰی رَبِّیْ کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں ۔یہاں انتقال مکانی مراد نہیں بلکہ انتقال روحانی مراد ہے۔ جس میں انسان اپنی عبادات کو بہتر کرتا ہے۔اپنے روحانی مدارج میں بہتری لاتا ہے اپنے اخلاق کو بڑھاتا ہے تو فوراً میرا ذہن اس طرف گیا کہ سورہ العنکبوت کی اس آیت کی تلاوت ماہ مئی میں ہونا ایک سبق رکھتا ہے۔ کیونکہ سیدناحضرت مصلح موعودؓ نے جب ہجری شمسی کے اعتبار سے مہینوں کے نام رکھے تو ماہ مئی کو ہجرت کا نام اس لئے دیا کہ 14 سو سال قبل آنحضورﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت مئی کے مہینہ میں فرمائی تھی اور دنیا بھر میں امسال رمضان بھی مئی یعنی ہجرت کے مہینہ میں آیا ہے۔جو اپنی ذات میں بدیوں سے نیکیوں کی طرف ہجرت کرنے کا مہینہ ہے تو گویا مئی یعنی مادی ہجرت اور رمضان یعنی روحانی ہجرت ایک ہی مہینہ میں اکٹھے ہوگئے ہیں گویا نورٌ علی نور کا مفہوم پورا ہورہا ہے۔لہٰذا میں نے سوچا کہ اپنے قارئین کو رمضان میں روحانی ہجرت کی طرف توجہ دلاؤں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے رمضان کے متعلقہ دروس و مضامین میں یہ بات اکثر و بیشتر ملتی ہے کہ ہر رمضان میں ایک مومن ایک نیکی اپنائے اور ایک بدی کو ترک کرے۔ایک انسان کو صحت کی حالت میں 36 کے قریب رمضان ملتے ہیں اور یوں وہ اپنی زندگی میں نیکیاں بآسانی اپنا سکتا ہے اور 36بدیوں سے دور رہنے کا عزم کر سکتا ہے اور یوں 72نیکیاں وہ صرف رمضان میں ہی اپنی زندگی کا حصہ بنا سکتا ہے۔حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس سبق آموز نصیحت کو سامنے رکھ کر ہر مومن کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کون سی نیکی وہ بآسانی اپنا سکتا ہے اور کس بدی کو وہ آنے والے رمضان میں ترک کر سکتا ہے۔آئیں!اس سلسلہ میں ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر موجود ان بدیوں، بُرائیوں ، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ایک فہرست بنائے اور پھر بھرپور عزم و ہمت اور پختہ ارادہ سے ایک بدی کو چھوڑنے اور ایک نیکی کو اپنانے کا اس رمضان میں عہد کرے۔اس سلسلہ میں 36 سوالات بھی سامنے رکھے جاسکتے ہیں جو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 سال قبل نئے سال میں داخل ہوتے ہوئے 31دسمبر2016ء کورکھے تھے یہ سوال خود سے کرتے ہوئےذرا غور کریں کہ کیا یہ نیکی اپنے میں موجود ہے یاکیا اس بدی سے دور ہو رہے ہیں۔

اس اداریے سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہاں بعض اسلامی نیکیاں اور بعض بدیوں کی نشاندہی کی جارہی ہے تا نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کے چناؤ اور بدیوں میں سے ایک بدی سے چھٹکارا آسان ہو سکے۔

نیکیاں

- اللہ تعالیٰ سے پیار اور اطاعت احکام الٰہی
- حضرت محمد مصطفیﷺ سے عقیدت و محبت اور اطاعت ارشادات رسولؐ
- قرآن کریم کی روزانہ تلاوت
- آنحضورﷺ پر روزانہ درود پڑھنا
- تسبیح و تحمید و تذکیر۔توبہ و استغفار
- پنجوقتہ نماز کی ادائیگی
- باجماعت نماز کی ادائیگی
- نماز جمعہ کی ادائیگی
- نوافل کی ادائیگی
- فرض روزے شرائط کے مطابق رکھنا
- نفلی روزہ رکھنا
- زکوٰۃ دینا
- حسن معاشرت کرنا
- امراء و حکام کی اطاعت
- علماء اور بزرگوں کا احترام
- پڑوسی کے حقوق ادا کرنا
- ماں باپ کی خدمت اور صلہ رحمی

لطف کر بخش دے خطاؤں کو

لطف کر بخش دے خطاؤں کو
دور کر دے سبھی بلاؤں کو

ہر طرف موت کی تمازت ہے
اک اشارہ ہو نم ہواؤں کو

ہیں سزاوار تیری رحمت کے
روک دے قہر کی گھٹاؤں کو

ماں سے بڑھ کر تو پیار کرتا ہے
چھوڑ جانے بھی دے سزاؤں کو

لحہ لحہ سنبھالتا ہے تو
جانتا ہوں تری وفاؤں کو

یہ خدائی تجھے ہی زیبا ہے
عقل دے دہر کے خداؤں کو

آسمانی ہے سائبان اپنا
جاودانی ہو ایسی چھاؤں کو

چشم پر نم کو اس کی دیکھتے ہیں
اس کی سن لے سبھی دعاؤں کو

اس کے در پر جھکے رہو ناصر
ٹال دیتا ہے وہ قضاؤں کو

(تنویر احمد ناصر۔قادیان)

- احسن رنگ میں تربیت اولاد
- آداب کلام
- آداب ملاقات اور سلام کو رواج دینا
- مہمان نوازی
- تیمارداری
- تعزیت کرنا
- رمضان کا احترام اور اس سے متعلق نیکیاں اپنانا
- نیکیوں میں مسابقت
- امانت و دیانت
- احترام آدمیت
- خادموں اور مزدوروں سے حسن سلوک
- کسب حلال

(ابوسعید)

اردو ترجمہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

برموقع بین الاقوامی ریفریشر کورس سیکرٹریان وقف نو

بموٴرخہ 7 دسمبر 2019ء بمقام مسرور ہال ، اسلام آباد ٹلفورڈ، یوکے

وقف نو کی تربیت اور سیکرٹریان وقف نو کے فرائض

وقف نو ایک بابرکت تحریک ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی۔

اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ پیدائش سے ہی زیادہ سے زیادہ واقفین یا واقفین زندگی کو اس غرض کے لیے تربیت دی جائے کہ وہ آئندہ جماعت کی ضروریات کو مختلف شعبہ جات میں مثلاً تربیتی، تعلیمی اور صحت کے میدان میں پورا کریں

تحریک وقف نَو کے اجرا سے ہی ہم نے کئی ممالک میں جامعات کا آغاز کیا ۔ اس طرح مربیان کی ایک خاصی تعداد تیار ہو رہی ہے جن میں سے اکثر واقف نو ہیں جواسلام کی حقیقی تعلیم کے پرچاراور افراد جماعت کی اخلاقی تربیت کے لئے تیار ہو رہے ہیں

آپ کو سیکرٹری وقف نو ہونے کی حیثیت سے واقفین نو کے اندراپنے وقف، جماعت اور خلافت کے لیے کامل اخلاص کی روح پیدا کرنی ہو گی۔

واقفین کو لازماً اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے اور اپنے دینی فرائض کو ادا کرنے میں گامزن رہنا چاہیے

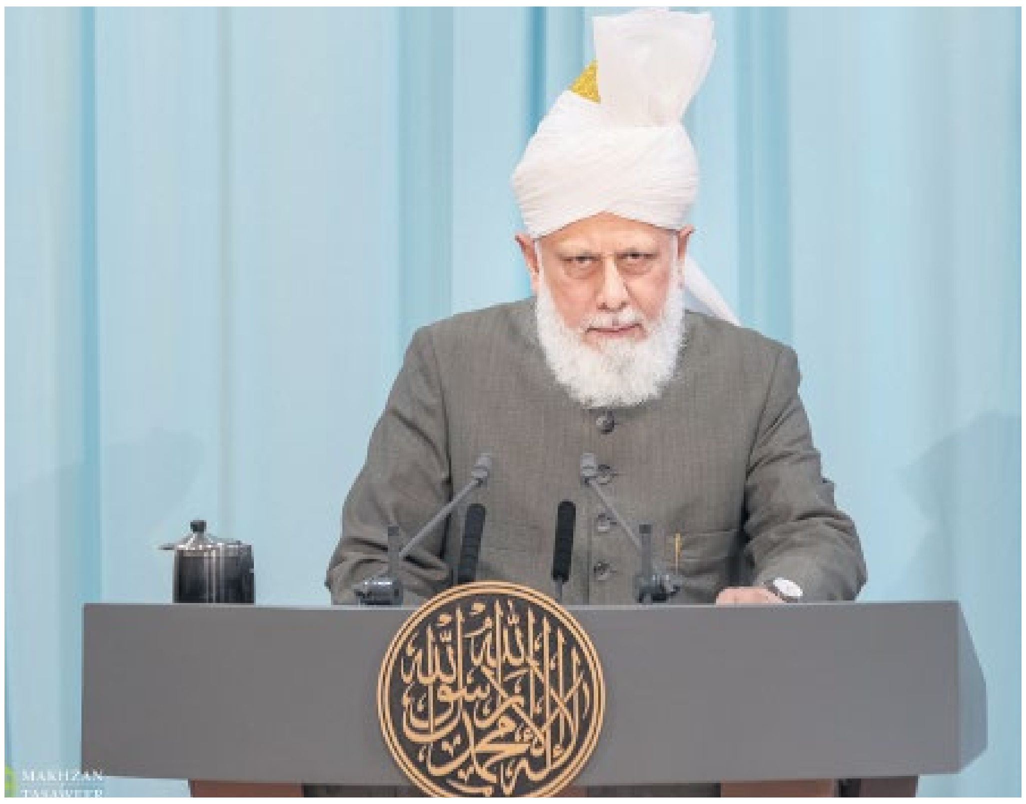

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس ویک اینڈ(weekend) سیکرٹریان وقفِ نَو کے لیے پہلا بین الاقوامی ریفریشر کورس منعقد ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر شامل ہونے والے نے ایک دوسرے کے تجربات سے اور وقف نَو مرکزیہ کی ٹیم کی طرف سے پیش کی جانے والی پریزنٹیشنز سے بھی فائدہ اٹھایا ہو گا جن میں انہوں نے وفود اور نمائندگان کی اُن ہدایات سے رہ نمائی کی ہو گی جو میں نے گزشتہ چند سالوں میں شعبہ وقف نو کو دی ہیں۔

بہر حال آج میں اس موقع پر کچھ اہم نکات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کس جذبہ کے ساتھ آپ کوسیکرٹری وقف نَوکی حیثیت سےاپنے اپنے ملکوں میں اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں۔

سب سے پہلے میں تحریک وقفِ نَو کی عظیم اہمیت کے حوالہ سے آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وقف نو ایک بابرکت تحریک ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی۔ آپؒ نے اس کی بنیاد مستقبل میں جماعت کی دنیا بھر میں وسعت اور اس کی خوشحالی کے پیش نظر رکھی تھی۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ پیدائش سے ہی زیادہ سے زیادہ واقفین یا واقفین زندگی کو اس غرض کے لیے تربیت دی جائے کہ وہ آئندہ جماعت کی ضروریات کو مختلف شعبہ جات میں مثلاً تربیتی، تعلیمی اور صحت کے میدان میں پورا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب سے تحریک وقف نو کا اجرا ہوا ہے۔ ہزاروں احمدی والدین نے انتہائی اخلاص کے ساتھ اپنے بچوں کو اسلام کی خدمت کے لیے پیدائش سے پہلے ہی وقف کر دیا۔ خاص طور پر بے شمار احمدی ماؤں نے جو قربانی کی روح ظاہر کی ہے وہ غیر معمولی ہے۔

اپنے اپنے ملک میں سیکرٹری وقف نَو کی حیثیت سے آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اُن بچوں کی اخلاقی، روحانی اور تعلیمی تربیت کا بندوبست کریں جو اس تحریک میں پیدا ہوئے ہیں۔ اُن کی پرورش کے ہر مرحلہ پر آپ کو لازماً اُن کی رہ نمائی کرنی ہو گی کیونکہ انہوں نے ہی آئندہ سالوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بنیادی کردار ادا کرنا ہے۔

تحریک وقف نَو کے اجرا سے ہی ہم نے کئی ممالک میں جامعات کا آغاز کیا ہے۔ اس طرح مربیان کی ایک خاصی تعداد تیار ہو رہی ہے جن میں سے اکثر واقف نو ہیں جواسلام کی حقیقی تعلیم کے پرچاراور افراد جماعت کی اخلاقی تربیت کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اگر ہمارے پاس وسائل ہوتے تو یقیناً ہم اساتذہ کی تربیت کے لیے بھی ایک ادارہ کھولتے، میڈیکل کالج کھولتے، ایسا ہسپتال کھولتے جس میں میڈیکل سٹاف کی تربیت ہوتی ہے لیکن اس مرحلہ پر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم ایسے منصوبوں کے لیے قدم اٹھائیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے کم از کم ہم نئے جامعات کا اجرا کرنے کے قابل ہوئے جن کے ذریعہ سےمربیان کی جو ہماری فوری ضرورت تھی وہ کسی حد تک پوری ہو رہی ہے۔

اس کے باوجود دوسرے شعبوں اور میدانوں میں ابھی بہت ضرورت باقی ہے۔ خاص طور پر ہمیں ایسے واقفین نَو کی ضرورت ہے جو طبّ (ڈاکٹری)اور تعلیم کے شعبوں میں جائیں تاکہ وہ جماعتی ہسپتالوں اور سکولوں میں ہماری ضروریات کو پورا کر سکیں۔ پس آپ میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے ملکوں میں واقفین نو کو تلقین کرنی چاہئے کہ وہ ایسی فیلڈز میں جائیں جن کا فائدہ جماعت کو زیادہ سے زیادہ ہو۔

اس کے علاوہ آپ سب کو اس خاص اہمیت کو پہچاننا چاہئے کہ آپ نے ہر موڑ پر اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی ہے۔ اگر آپ اُس کے فضل اور رحم سے محروم ہیں تو آپ کی تمام کوششیں ناکام ہوں گی۔ پس سب سے پہلے ہر سیکرٹری وقف نَو کوخواہ وہ لوکل، ریجنل یا نیشنل سطح پر خدمت کی توفیق پا رہا ہے اپنے روحانی اور اخلاقی معیار کے بارہ میں سوچنا چاہیے۔انہیں سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا چاہئے کہ کیا وہ خود اُس معیار پر قائم ہیں یا اس معیار کو پورا کر رہے ہیں جسے حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ممبران وقف نو کی تربیت جو اُن کا فرض ہےکوادا کر سکیں؟ کیا آپ جو وقف نو کی اخلاقی ترقی کے ذمہ دار ہیں

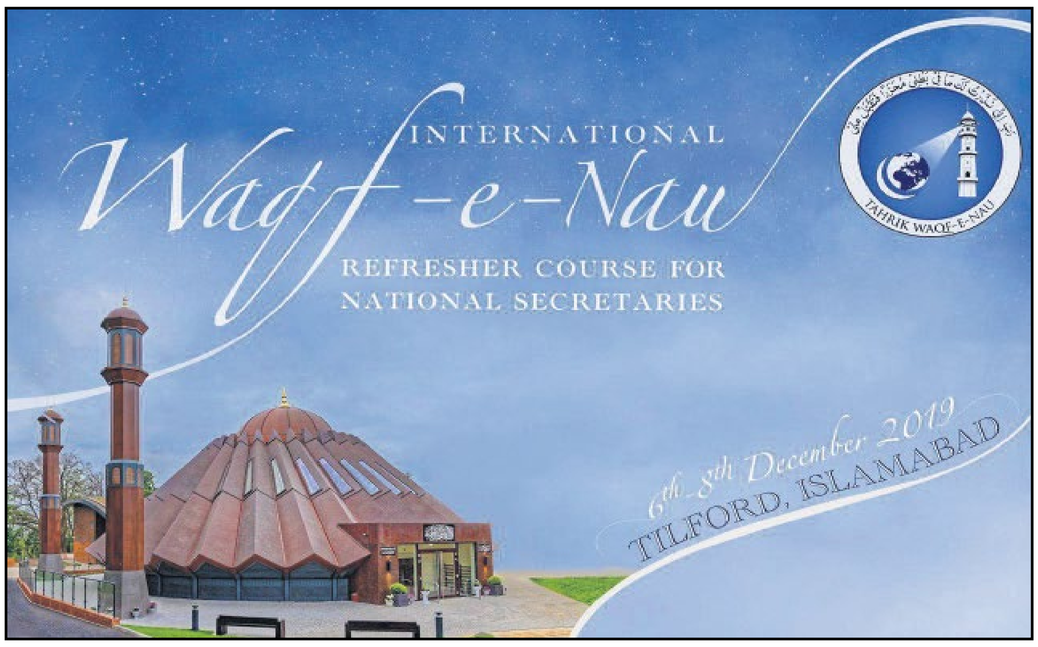

مسلسل اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا آپ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق پنجوقتہ نماز ادا کر رہے ہیں؟ کیا آپ باقاعدگی سے نوافل ادا کر رہے ہیں؟ کیا آپ کامل تذلل کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اُس کے حضور جھک رہے ہیں؟ جیسا کہ میں نے کہا دعاؤں کے بغیر کچھ بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔ اس کے بر عکس اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور دعاؤں کے ذریعہ سے کسی چیز کو پورا کرنے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ یقیناً ہماری جماعت میں ترقی کی بنیاد مخلصانہ دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت پر منحصر ہے۔ اس کے مطابق اگر آپ تہِ دل سے کی گئی دعاؤں کو محنت اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی دلی خواہش کے ساتھ جمع کریں گے تو اس کے نتائج بہترین ہوں گے۔ اس طرح واقفین نو کی ایک بہت بڑی تعداد اخلاق، روحانی اور تعلیمی ترقی میں سبقت لے جار ہی ہو گی اور وہ جماعت کے لیے بہت بڑی خدمات بجا لا رہی ہو گی۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ ممبران وقف نو اخلاق اور روحانیت میں چوٹی کے وقفِ نو میں شمار ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ خود بطور سیکرٹری وقفِ نو اللہ تعالیٰ سے ایک پختہ اور گہرا تعلق پیدا کریں اور اعلیٰ ترین اخلاقی معیاروں اور بہترین طرز عمل کے ذریعہ ہر آن ایک مثال قائم کریں۔لوکل سطح ہو یا نیشنل سطح، ہر سیکرٹری وقف نو کو اس حقیقت کو پہچاننا چاہیے کہ انہیں ایک عظیم اعتماد کے مقام کے لئے منتخب کیا گیا ہے ۔دوسرے افرادِ جماعت نے سیکرٹریان وقف نو کو صاحب ہنر اور اچھے اخلاق کے حامل سمجھا ہے تاکہ وہ اِن جوانوں کی تربیت اور رہ نمائی کر سکیں جن کے والدین نے اُن کی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہیں۔نیشنل سیکرٹریان وقف نو کو خاص طور پر اس حقیقت پر توجہ دینی چاہیے کہ مقامی جماعت کی سفارش سے اُن کی منظوری براہ راست خلیفۃ المسیح نے دی ہے۔ انہیں اس بات کی قدر کرنی چاہئے کہ خلیفۂ وقت نے اس امید اور توقع کے ساتھ اُن کی منظوری دی ہے کہ وہ عاجزی اور وقف کی روح کے ساتھ خدمت بجا لائیں گے اور ہر وقت اعلیٰ ترین اخلاقی اقدار ظاہر کریں گے اور ایمانداری کے ساتھ ان اقدار کو اپنے ملک کے واقفین نو میں راسخ کرنے کی کوشش کریں گے۔ پس جو اعتماد آپ پر کیا گیا ہے اس کی ذمہ داری آپ صرف اس صورت میں ادا کر سکتے ہیں اگر آپ اسلامی اقدار پر اپنے وجود کے ہر پہلو سے عمل پیرا ہوں گے۔ جو ذمہ داری آپ پر عائد کی گئی ہے اسے کبھی ہلکا یا حقیر نہ سمجھیں۔

جہاں تک آپ کی عملی کوششوں کا تعلق ہے آپ کو وقف نو کی رہ نمائی کا کام سونپا گیا ہے۔ ایک تو آپ نے اُن کی دینی لحاظ سے پرورش میں اُن کی رہ نمائی کرنی ہے اور دوسرے اُن کی دنیوی تعلیم اور کیریئر کے انتخاب میں رہ نمائی کرنی ہے۔ اس لیے آپ کو دلچسپ پروگرام بنانے چاہئیں جو مسلسل اُن کے اخلاق، اُن کی روحانیت اور اُن کی تعلیمی ترقی کے لئے کار آمد ثابت ہوں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ نے واقفین کی تعلیم و تربیت اُن کے بچپن سے ہی کرنی ہے اور انہیں باور کرانا ہے کہ اُن کا وقف اُن سے کیا تقاضا کرتا ہے اور یہ کہ وقف کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے اُن پر واضح کرنا ہے کہ "وقف نو"ایک ٹائٹل نہیں ہے بلکہ یہ ایک ذمہ داری اور فرض ہے۔ یہ ایک بابرکت بندھن اور پختہ عہد ہے۔ یہ زندگی بھر کے لئے ایک معاہدہ ہے،ایک قربانی ہے جو اپنے دین کی خاطر دی جاتی ہے جس میں اگر موازنہ کیا جائے تو تمام دنیاوی معاملات اور دنیاوی رتبوں کی کوئی اہمیت نہیں جتنی اہمیت اپنے عہد وقف نو کو پورا کرنے کی ہے۔صرف اگر آپ ان اقدار کو بچپن میں ہی اُن کے اندر راسخ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تب ہی ممبران وقف نو وقف کی اہمیت کو اور اُس عہد کو سمجھیں گے جو ان کے والدین نے کیا ہے جس کی تجدید انہوں نے بلوغت کی عمر کو پہنچ کر کرنی ہے۔

انہیں احساس ہو گا کہ تحریک وقف نو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے وہ اصل میں واقف زندگی ہیں اور وقف ایک بہت بڑے کام کی خاطر اپنی ذات میں ایک بہت بڑی قربانی چاہتا ہے اور اس قربانی کے بغیر اُن کا عہد کھوکھلا اور بے معنی ہو گا۔

میں ایک بار پھر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اپنا نمونہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جب آپ واقفین نو کو یہ کہہ رہے ہوں گے کہ انہیں اپنے دین کی خاطر ہر قربانی دینی چاہیے تو آپ کو بھی اس پر عمل کرنا ہو گا۔ پس آپ سب کو بھی اپنے دین کی خاطر حقیقی طور پر قربانی دینی چاہیے۔

آپ کی پیشہ ورانہ اور نجی زندگی کے ساتھ ساتھ آپ کو باقاعدگی کے ساتھ جماعت کی خاطر وقت کی قربانی دینی چاہیے اور کبھی بھی دنیاوی خواہشات کی وجہ سے اپنی دینی ذمہ داریوں میں غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ آپ کو لازماً پنجوقتہ نماز بر وقت ادا کرنی چاہیے۔ اس سے بڑھ کر آپ کو رات کے وقت بیدار ہو کر تہجد ادا کرنی چاہیے، خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے اور اپنی کمزوریوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ آپ کو لازماً دل کھول کر تمام واقفین نو کے لئے اور اس بابرکت تحریک کے کامیاب ہونے کے لیے بھی دعا کرنی چاہئے۔صرف اسی جذبہ کے ساتھ اگر آپ کام کریں گے تب ہی آپ سیکرٹری وقفِ نو کے حقیقی مقصد کو ادا کر سکیں گے۔

اس حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اہم اور گہرے الفاظ پر غور کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب لوگ دنیاوی کاموں میں مصروف ہوں تو"اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو اُس وقت بھی مدّنظر رکھیں ...ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدّم کریں"۔

اگر ہمارے سیکرٹریان وقف نو اور ہمارے عہدیداران اس بنیادی بات کو سمجھ جائیں تو بلا شبہ دنیا کے تمام حصّوں سے وقف نو کی ایک عظیم الشان روحانی فوج پروان چڑھے گی اور جماعت کی خدمت کے لئے تیار ہو گی۔ واقفین کی ایک کثیر تعداد پکے عزم کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم مشن کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو جماعت کے لیےپیش کرتے ہوئے آگے بڑھے گی۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید کو قائم کرنے کی خاطر وہ اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لیے پیش کرے گی۔ چنانچہ ان باتوں کو یقینی بنانے کے لیےآپ کو سیکرٹری وقف نو ہونے کی حیثیت سے واقفین نو کے اندراپنے وقف، جماعت اور خلافت کے لیے کامل اخلاص کی روح پیدا کرنی ہو گی۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ وقف نو بچوں اور بچیوں پر یہ اعلیٰ ترین اخلاق معیار اور اخلاص و وفاکے نمونے گھر کے ماحول میں اور جماعتی ماحول میں ظاہر کیے جائیں۔ اس لیے آپ وقف نو بچوں کے والدین کی بھی رہ نمائی کریں کہ وہ بھی ہر حال میں وفا کے ساتھ جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مخلص رہیں۔

مزید برآں بطور سیکرٹری وقف نو آپ کو اللہ تعالیٰ سے لگاؤ کے حوالہ سے بھی اپنے معیار کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کے ساتھ اپنے بندھن کو مزید مضبوط کرنا چاہیے۔جیساکہ میں نے کہا اگرآپ اس مشن میں کامیاب ہیں تو ہم جنگیں یا لڑائی جھگڑے کے لیے نہیں بلکہ امن، ہم آہنگی اور اچھائی کو دنیا میں فروغ دینے کے لیے ایک نمایاں روحانی فوج کو پروان چڑھتے ہوئے دیکھیں گے۔

سیکرٹری وقف نو کے طور پر آپ کو وہ خطبہ جمعہ دوبارہ سننا چاہیے جو میں نے کینیڈا میں اکتوبر 2016ء میں حقیقی وقف نو کی خصوصیات کے بارہ میں دیا تھا۔ یہ خطبہ"The Essence of a Waqf-e-Nau"کے نام سے چھپ چکا ہے اور آپ کو یہاں دیا گیا ہے۔ پس اسے غور سے پڑھیں اور ان خصوصیات اور خوبیوں کو لکھیں جو ایک وقف نو کودوسروں سے الگ کرتی ہیں اور انہیں سپیشل بناتی ہیں۔ پس دوسروں کی طرف نظریں اٹھانے سے قبل آپ اپنے آپ کو دیکھیں کہ کیا آپ خود سپیشل ہونے کے مطالبات پر پورا اتر رہے ہیں؟

الحمد للہ، واقفین نو کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ مختلف جامعات کے ذریعہ مربیان کی بڑی فوج تیار ہو رہی ہے۔ لیکن ہمیں صرف مربیان کی ضرورت نہیں ہے۔جماعت ہر سال نئے منصوبوں اور تحریکات کا آغاز کر رہی ہے جن کے لیے مختلف شعبہ جات میں ماہرین کی ضرورت ہے اس لیے آپ کو لازماً وقف نو کو سمجھانے کی کوشش کرنی ہے کہ جماعت کے مفاد کی خاطر ان شعبہ جات میں تربیت اورqualifications حاصل کرنا کتنی اہمیت کا حامل ہے۔ اس حوالہ سے اگر عہد وقف نو کی اہمیت اور تحریک وقف نو کے حقیقی معیار کو بچپن سے ہی واقفین نو کے ذہن نشین کر دیا جائے تو وہ اس بات کو پہچانیں گے کہ خواہ کوئی بھی تربیت یاqualification وہ حاصل کریں سب جماعت کی خاطر ہے نہ کہ اُن کی اپنی ذات کے لیے۔ وہ جماعت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے قدم کو آگے بڑھائیں گے۔وہ ہمارے سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے۔ وہ افریقہ، پاکستان اور انڈیا میں ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے۔ مثلاً ہم اس وقت انڈونیشیا میں ہسپتال بنانے کے لیے ایک منصوبہ پر کام کر رہے ہیں اور ہمیں وہاں احمدی ڈاکٹروں اور میڈیکل کے ماہرین کی خدمات کی ضرورت ہو گی۔ اگر ڈاکٹر انڈونیشیا یا کسی قریبی ملک کا ہو گا تو بہتر ہے تاکہ کام کرنے کے لیے مقامی میڈیکل لائسنس کے حصول میں آسانی ہو۔ اسی طرح اگر امریکہ، کینیڈا یا لاطینی امریکہ سے تعلق رکھنے والے وقف نو ڈاکٹر اپنے آپ کو خدمت کے لیے پیش کریں تو ہمیں ترقی کرنے اور گوئٹے مالا میں ہمارے ہسپتال میں بہتری لانے میں مدد ملے گی۔ ہمیں افریقہ، یورپ اور پاکستان سے بھی اور دنیا کے دوسرے ملکوں سے بھی وقف نو ڈاکٹرز کی ضرورت ہے تاکہ ہم خدمت انسانیت کی کوششوں کو آگے بڑھا سکیں۔ اس حوالہ سے آپ کو اپنے ملک کے لیےمقامی سیکرٹریان وقفِ نو کے ساتھ ایک تفصیلی منصوبہ بنانا چاہیے۔یہ بھی بہت ضروری ہے کہ نیشنل سیکرٹری وقف نو مسلسل مقامی سیکرٹری وقف نو کے ساتھ رابطہ میں رہے۔ مثال کے طور پر امریکہ اور کینیڈا دونوں بہت وسیع ملک ہیں اس لیے آپ کو مقامی جماعتوں میں سیکرٹریان وقف نو کی لازماً رہ نمائی کرنی ہے اور یقینی بنانا ہے کہ وہ ہر وقت فعّال رہیں اور یہ کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی وسعت اور اہمیت کو سمجھیں۔ہرمقامی سیکرٹری وقف نو کو ہماری روحانی فوج کو تیار کرنے کا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ وقف نو کا ہر ممبر اپنے بچپن میں اپنے عہد کی اہمیت کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔

یقیناً ہر عہدیدار یا سیکرٹری صرف اُس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ خود اللہ تعالیٰ اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ و سلم کے اس حکم کی پیروی کر رہا ہو گا کہ انہوں نے لازماًاپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اپنے عہدوں اور معاہدوں کو پورا کرنا ہے۔

مزید برآں بعض ممبران وقف نو کی دلچسپی یا رجحان ایسے مخصوص میدانوں میں ہے جن کی ضرورت فوری طور پر جماعت کو نہیں ہے۔ پھر بھی یہ ضروری ہے کہ ہم انہیں نظر انداز نہ کریں اور ان کی خدمت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ چنانچہ ایسے واقفینِ نو جنہیں جماعت کی خدمت کے لیے فوری طور پر نہیں بلایا جاتا خواہ وہ وکلاء ہوں، محقق ہوں، انجینئرہوں یا کسی اور میدان سے تعلق رکھتے ہوں انہیں بھی ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور یہ بات سمجھنی چاہیے کہ ان کو دین ہمیشہ مقدم رہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی فرض نمازوں کی ادائیگی یا روزانہ قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کی بجائے اپنے کیریئر پر ہی توجہ دے رہے ہوں ۔ انہیں کبھی بھی اس خیالی جال میں نہیں پھنسنا چاہیے کہ انہیں اپنے دینی علم کو بڑھانے کی ضرورت نہیں یااپنے پیشوں کی وجہ سے جماعتی ڈیوٹیوں یا تبلیغ کے لیے اپنا وقت دینے کی ضرورت نہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروفیسر عبد السلام صاحب سائنس کے میدان میں چوٹی کے ماہر تھے۔ پھر بھی وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کو نہیں بھولے۔ وہ ہمیشہ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے اور تہجد کے لیے جلد بیدار ہوتے تھے۔ انہوں نے بڑے انہاک کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کیا اورحکمت کے مختلف پہلوؤں کو اخذ کیا جو اُن کی روز مرّہ زندگی اور کام میں بطور رہ نما تھے۔ انہیں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا بھی بہت علم تھا۔ پس جو بھی یہ کہتا ہے کہ وہ اپنے دینی فرائض انجام نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا پیشہ اس قسم کا ہے تو وہ صرف اپنی سستی کو چھپانے کے لیے بہانہ کر رہا ہے۔

ایک اَور ہدایت جو میں نے حال میں ہی وقفِ نو کے حوالہ سے دی ہے اس کا بھی میں اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت کے لیے ممکن نہیں کہ ہر ایک ممبر وقف نو کو کلِ وقت کی خدمت کے لیے رکھا جائے ۔اس لیے جن کی مناسب حال تعلیم ہے یا جو صلاحیت رکھتے ہیں وہpublic service اختیار کر سکتے ہیں مثلاً civil service میں داخل ہو سکتے ہیں۔

اس دوران واقفین کو لازماً اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے اور اپنے دینی فرائض کو ادا کرنے میں گامزن رہنا چاہیے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ساتھ ساتھ وہ اپنے ملک و قوم کی خدمت بھی کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی برکتوں سے نوازا ہے کہ بعض ممالک میں وقف نو کی تعداد اتنی ہو چکی ہے کہ وہ اب جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک کی ضروریات کی طرف بھی توجہ کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ۔اس طرح ہماری جماعت دنیا میں ایک عظیم مثبت تبدیلی لا سکتی ہے۔ انشاء اللہ۔ اگر تمام واقفین نو خواہ وہ کلِ اوقات کے لیے جماعت کی خدمت کر رہے ہیں یا کہیں باہر کام کر رہے ہیں اپنا عہد پورا کریں تو یقیناً وہ اس دنیا میں ایک روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ایک ایسا انقلاب جس میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کیا جائے گا۔ ایک ایسا انقلاب جس میں دنیا کے لوگ اسلام کی روشن تعلیمات کو پہچاننے لگ جائیں گے۔ ایک ایسا انقلاب جس میں لوگ مذہب سے دُور ہونے کی بجائے جس طرح آج کل ہم دیکھ رہے ہیں اس کی طرف کھچے چلے جائیں گے ۔ ایک ایسا انقلاب جس میں امن اور حفاظت اس دنیا میں یقینی ہو گی۔ ایک ایسا انقلاب جس میں پیار اور صلح کاری کے ماحول کو سب جماعتوں، رنگ و نسل اور مذاہب کے لوگوں میں فروغ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے فرائض سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اورآپ کی مدد فرمائے کہ واقفین نو یقینی طور پر ترقی کریں تاکہ وہ جماعت کے اثاثے بنیں جو اپنے پاکیزہ عہد کو پورا کرنے والے ہوں جو اُن کے والدین نے ان کی پیدائش سے پہلے کیا تھا اور جس کی تجدید انہوں نے بعد میں خود کی۔ اللہ کرے کہ ہر وقف نو اور وہ جو ان کی تربیت کے ذمہ دار ہیں سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا غیر معمولی حصہ ڈالنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل انٹر نیشنل 17۔اپریل 2020ء)

قدسیہ محمودسردار

آج کی دعا

فَدَعَا رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (سورۃ القمر:11)

ترجمہ:’’ تب اس نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ میں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔‘‘

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تمنائے نصرت الٰہی کی دعا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کے پیغام کو جھٹلایا اور ان کو جھوٹا اور مجنون کہا اور آپ کی سخت تکذیب کی۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے حالت مغلوبیت میں عاجز آ کر اللہ تعالیٰ کے حضور فیصلہ کن نشان طلب کیا جس میں اپنی اور اپنی جماعت کی نجات کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا اور ان کی قوم کو طوفان میں غرق کر کے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کو بھری ہوئی کشتی میں بچالیا۔

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 31مارچ 2018ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعدحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں کچھ نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ حافظہ طوبیٰ احمد کا ہے جو مسعود سلیمان صاحب (مربی سلسلہ ربوہ) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عطاء الرزاق خان وقف نو ناروے کے ساتھ پانچ لاکھ پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے جو عبدالبصیر خان صاحب کے بیٹے ہیں۔لڑکی کے وکیل مرزا حفیظ احمد صاحب ہیں ۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ ماہم صادق کا ہے جو صادق حسین صاحب (آسٹریلیا) کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح احسن مقصود مربی سلسلہ کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو اس سال جامعہ یوکے سے فارغ ہوئے ہیں۔ اور مقصود احمد طاہر صاحب کے بیٹے ہیں۔ لڑکی کے وکیل خلیق احمد صاحب ہیں ۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ رملہ احمدادریس(واقفہٗ نو) کا ہے۔ یہ محمود احمد صاحب (جرمنی) کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح نادر احمد اویس ادریس (طالبعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ قدسیہ سحر داؤد(لندن) کا ہے۔جو مبشر داؤد صاحب (مرحوم)کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عمار احمد (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔یہ ظفر اقبال صاحب کے بیٹے ہیں۔ لڑکی کے ولی اس کے تایا مقصود احمد صاحب ہیں ۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ حانیہ احمد کا ہے جو محمد احمد خان صاحب (جرمنی) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح کامران اشرف (متعلم جامعہ جرمنی) کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے ۔ یہ محمد اشرف صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ مدیحہ طاہر کا ہے جو طاہر احمد صاحب مرحوم(لاہور) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم علیم احمد (متعلم جامعہ ربوہ) کے ساتھ اسی ہزار پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے، جو منظور احمد صاحب (ربوہ) کے بیٹے ہیں ۔ دونوں طرف سے وکیل مقرر ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ فوزیہ اقبال شاہ کا ہے جو سید محمد اقبال شاہ صاحب (جرمنی) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم تلمیذ احمد (طالبعلم جامعہ احمدیہ جرمنی)کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو نصیر احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ عظمیٰ کنول خان (واقفہٗ نولندن) کا ہے جو عبد العظیم خان صاحب (مرحوم) کی بیٹی ہیں۔یہ نکاح عزیزم ارسلان احمدخان پاشا (واقف نو) کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو محمد اجمل خان صاحب پاشا کے بیٹے ہیں۔لڑکی کے ولی ان کے بھائی ظفراللہ خان صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ تمثیلہ محمود (واقفہٗ نو) کا ہے جو طارق محمود صاحب (جرمنی) کی بیٹی ہیں ۔یہ نکاح عزیزم مسرور احمد کاہلوں ابن منصور احمد کاہلوں صاحب(جرمنی) کے ساتھ سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ ماہم عروج کا ہے جو اقبال احمد صاحب (لندن) کی بیٹی ہیں ۔ یہ نکاح عزیزم شاخ اقبال (واقف نو) ابن ظفر اقبال صاحب (برمنگھم)کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

Next Nikah is of Miss Saniyah Hanna Bhunnoo, daughter of Mr. Munir Ud Din Bhunnoo Sahib of Northampton, UK. This Nikah has been settled with Mr. Adnan Ahmad Taujoo, Waqif-e-Nau, son of Mr. Jalil Ahmad Taujoo Sahib of Mauritius, at a Haq Mehr of six thousand pounds.

حضور انور نے اس نکاح کے فریقین سے انگریزی میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا۔

دعا کرلیں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ سب رشتے بابرکت فرمائے۔آمین

اس کے بعد حضور انور نےان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور دعا کے بعد تمام نکاحوں کے فریقین نے حضور انور سے مبارکباد لیتے ہوئے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت بھی پائی۔

(مرتبہ :۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(الفضل انٹر نیشنل17۔اپریل2020ء)

انیس احمد ندیم۔ جاپان

لاک ڈاؤن کی وجہ سے گھروں میں محصور افراد

ماہِ صیام کے مبارک ایام کیسے گزاریں؟

کورونا وائرس کی وباء نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ معمولاتِ زندگی یکسر تبدیل ہوچکے ہیں ۔سکول جانے والے بچے گھروں میں مقید ہیں تو والدین بھی لاک ڈاؤن اور ہنگامی حالت کے نفاذ کی وجہ سے چاردیواری تک محصور ہو چکے ہیں ۔کہیں ذہنی تناؤ بڑھ رہا ہے تو کئی ممالک میں گھریلو تشدد کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے ۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشکلات اور تکلیف کی ان گھڑیوں میں راحت وسکون کے حصول کا ایک سنہری موقع ہمیں عطا ہوا ہے۔ یعنی ماہِ صیام کے مبارک ایام ۔جن کے بارہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺان مبارک دنوں کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کو خوشخبری کے انداز میں بتلایا کرتے تھے کہ تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آچکا ہے وہ مہینہ جو برکت والا ہے۔
وَھُوَ یُبَشِّرُ اَصۡحَابَہٗ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَمَضَانَ ۔ شَھۡرٌ مُّبَارَکٌ
(فضائل رمضان ۔ لابن ابی دنیا ۔ صفحہ 40حدیث نمبر 15)

پھر ماہ صیام کے مبارک ایام کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں۔شَقِیَ عبدٌ أدۡرَکَ رَمَضَانَ فَانۡسَلَخَ مِنۡہُ وَلَمۡ یُغۡفَرۡ لَہٗ۔ بدنصیب ہے وہ انسان جس نے رمضان کو پایا اور وہ گزر بھی گیا لیکن وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکا ۔
(الادب المفرد ۔باب من ذکرعندہ النبیؐ فلم یصل علیہ)

ان مبارک ایام کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔
’’غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں اسلام اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔‘‘
(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 393)

گھروں میں محصور افراد کے لئے نادر موقع

ماہِ صیام کے روزے ہر بالغ،عاقل،صحت مند اور مقیم (یعنی جو حالت سفر میں نہ ہو) مسلمان مرد اورخواتین پر فرض ہیں۔ آجکل گھروں میں محصور ہونے کی وجہ سے اور لاک ڈاؤن کی صورت حال کے باعث اکثریت گھروں میں مقیم ہے اور ایسے حالات کا سامنا ہے کہ سفر ویسے ہی ممکن نہیں ۔ پس آجکل زمانے کے حالات کی وجہ سے ایسی صورتحال درپیش ہے کہ دنیا کی اکثریت گھروں میں رہنے پر مجبورہے ۔گوکہ وبائی ایام کی وجہ سے یہ وقت دنیا کے لئے مشکل اور پریشانی کا وقت ہے لیکن رمضان کے ان بابرکت ایام کو اللہ تعالیٰ کے حکموں اور رسول اللہﷺ کی اتباع میں بسر کرکے ہم ہزاروں برکات سے فیضیاب ہوسکتے ہیں۔

مریض روزہ نہ رکھیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و شفقت سے مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے سال کے بقیہ دنوں میں صحت و تندرستی کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔
فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ (البقرہ:185)

تم میں سے جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ بعد کے دنوں میں گنتی پوری کرے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ مسکین کو کھانے کے برابر فدیہ ادا کریں ۔

آجکل وبائی مرض کے ایام میں ایسے احباب کو روزہ سے اجتناب کرنا چاہئے جنہیں کوئی بیماری لاحق ہو ۔ یا کوئی ایسا عارضہ ہو جس سے کسی بیماری کے بڑھنے کا خدشہ ہو ۔ ہمارے آقا و پیشواﷺ نے ہمارے لئے نہایت پاکیزہ اسوہ چھوڑا ہے ۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کا ہجوم دیکھا جس میں ایک شخص پر سایہ کیا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے سبب پوچھا توعرض کی گئی کہ روزہ دار کو سایہ کیا جا رہاہے۔رسول اللہ ﷺنے بڑے جلال سے فرمایا ’’ لَیۡسَ مِنَ الۡبِرِّ اَلصَّوۡمُ فِی السَّفَرِ‘‘ کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (الجامع الصحیح للبخاری کتاب الصوم)

رخصت پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے

حضرت مسیح موعودؑنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاکردہ رخصت سے فائدہ اٹھانے کو تقویٰ سے تعبیر کیا ہے ۔آپ فرماتے ہیں ۔
’’اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے ۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے ۔ میں نے پڑھاہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگرکوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتاہے تو یہ معصیت ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضاہے نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے ۔ جوحکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پرحاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیاہے مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو، میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔‘‘
(الحکم جلد 11 نمبر 4 مورخہ 31جنوری 1907ء)

مریض روزہ نہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرادری کریں

’’جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتاہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتاہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کازور دکھاکر کوئی نجات حاصل کر سکتاہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایاکہ مرض تھوڑی ہویا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمباہو۔ بلکہ حکم عام ہے اوراس پر عمل کرنا چاہئے ۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کافتویٰ لازم آئے گا ۔‘‘
(بدر جلد 6نمبر42مورخہ26ستمبر 1907ء)

روزہ سے محروم افراد یہ دعا کریں

ایسے تمام افراد جو عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے یا موجودہ وبائی ایام میں انہیں کوئی ایسا امر مانع ہے کہ وہ اس برکت سے محروم ہیں تو ایسے افراد کو امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کے مطابق دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرنی چاہئے ۔
’’پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعاکرے کہ الٰہی! یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیامعلوم آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اُس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خداطاقت بخش دے گا‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 563)

رمضان کا انتظار کرنے والے روزہ دار شمار ہوں گے

آجکل وبائی مرض کے ایام میں جو احباب کسی تکلیف میں سے گزر رہے ہوں انہیں بشارت ہو کہ امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیم ایسے دلوں کی مسیحائی کررہی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔
’’وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیااور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھروہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 564)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
’’جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتاہے مگر اس کے دل میں نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہیں رکھے گا۔‘‘(خطبہ جمعہ فرمودہ26جنوری 1996ء)

روزہ سے محروم احباب فدیہ ادا کرکے برکات سے فیضیاب ہوں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ کہ جو لوگ روزہ کی توفیق نہ پاسکیں وہ مسکین کو کھانا کھلانے کے برابر فدیہ ادا کریں۔(البقرۃ:185)اس سلسلہ میں امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
’’ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے ۔تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزے کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خداتعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 258۔259)

اہل خانہ کے ساتھ نوافل اور تہجد کی برکت سے فیضیاب ہوں

ویسے تو نماز تہجد انفرادی عبادت ہے ۔لیکن میاں بیوی کا ایک دوسرے کو نماز کے لئے جگانا ایک ایسا عمل ہے جسے رسولِ خدا ﷺ نے بہت پسند فرمایا ہے ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔‘‘(سنن ابی داؤد۔کتاب تفریع أبواب الوتر)

رمضان کے مبارک ایام میں آنحضورﷺ کی کیفیات بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔
کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الۡعَشۡرُ شَدَّ مِئۡزَرَہٗ، وَأَحۡیَا لَیۡلَہٗ، وَأَیۡقَظَ أَھۡلَہٗ
یعنی جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتےاور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے۔

آجکل بچوں کے سکولوں کی چھٹیوں کے ایام میں والدین کے لئے نہایت بیش قیمت موقع ہے کہ سب اہل خانہ شب بیداری کا اہتمام کریں اورنماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی کے ذریعہ رمضان کی برکات سے بھر پور رنگ میں فیضیاب ہوں۔

نمازتراویح کے بارہ میں رہنما ارشاد

اصل نماز تو تہجد ہی ہے ،لیکن جو لوگ صبح اٹھ نہیں سکتے وہ نماز تراویح پڑھ لیتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔
’’تراویح بھی سنت ہے۔ پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے۔ کوئی نئی نماز نہیں ہے۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔‘‘
(ملفوظات جلد 10 صفحہ 22۔ ایڈیشن 1985ء)

اسی طرح تراویح کے بارے میں بعض سوال ہیں۔ اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی، مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجا لانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جائے تو کیا جائز ہو گا؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ ’’کچھ حرج نہیں۔ پڑھ لیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 65۔ ایڈیشن 1985ء)

اہل خانہ کے ساتھ سحری کا نایاب موقع

رمضان میں مسلمان کا ہر عمل نیکی متصور ہوتا ہے ۔ حتیٰ کہ سحری اور افطاری کا کھانا بھی باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ آنحضورﷺ کا ارشاد ہے کہ ’’تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةٌ‘‘ یعنی سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

آج کل لاک ڈاؤن کی وجہ سے لوگ گھروں میں محصور ہیں اور سکولوں سے بھی چھٹیاں ہیں ۔ لہٰذا یہ بہت ہی نایاب موقع ہے کہ سب گھر والے سحری کے بابرکت کھانے میں شامل ہوں ۔ آج کل سکولوں میں چھٹیوں اور بعض جگہ کام کی بندش کی وجہ سے بعض طبائع میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ رات دیر گئے تک جاگنا ہے تو سونے سے پہلے رات ہی کو سحری کھالی جائے ۔ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اصل برکت رسول اللہﷺ کی سنت اور ارشاد کی پیروی میں ہے اور آپ کا مبارک طریق یہ تھا کہ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ’’صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو۔‘‘

(الجامع الصغیر الجزء الاول حدیث 3292)

فجر کے بعد تلاوت کی سنت کو زندہ کریں

اللہ تعالیٰ نے فجر کے وقت تلاوتِ قرآن کریم کو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:79) کے الفاظ میں ایک نہایت مقبول عمل قرار دیا ہے ۔ رمضان اور قرآن کریم کا بھی باہم گہرا تعلق ہے۔اسی برکت والے مہینہ میں نزول قرآن شروع ہوا ۔ اسی طرح احادیث کے مطابق رمضان کے ایام میں جبرئیل علیہ السلام ہر رات آنحضورﷺ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے تھے ۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ہر سال ایک دفعہ قرآن کریم دہرایا جاتا لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال جبرئیل نے آپ کے ساتھ مل کر دو دفعہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ۔

پس یہ سنّت ہے جس کو مومن جاری رکھتے ہیں اور رمضان میں کم از کم ایک یا دو دفعہ قرآن کریم کا دور مکمل کرتے ہیں۔ جن کو توفیق ہو وہ دو دفعہ سے زیادہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اتنی جلدی بھی نہیں پڑھنا چاہئے کہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کیاپڑھ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کے صحابہؓ جو اہل زبان تھے، عرب تھے ان کو بھی آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ ’’جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ بھی نہیں سمجھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21۔اکتوبر 2005ء)

افطاری کا وقت دعاؤں اور تربیت اولاد میں گزاریں

رمضان کے مبارک ایام میں افطاری کا وقت نہایت بابرکت لمحات ہوتے ہیں ۔ اس وقت کو نہایت توجہ سے دعاؤں میں گزارنا چاہیے ۔ آنحضرتﷺ غروب آفتاب کے بعد روزہ جلد افطار فرمالیتےاورروزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے ۔ اگر تازہ کھجور میسر نہ ہو تو خشک کھجور کھا کر ہی روزہ کھول لیتے اوراگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کرلیتے ۔ (ابوداؤد، کتاب الصوم، باب ما یفطر علیہ)

آنحضرتﷺ نے روزہ افطار کروانے کی بھی ترغیب دلائی ہے اور اس عمل کا اجروثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی ثواب من فطر صائما)

آج کل وبائی مرض کے ایام میں دیگر عزیز واقارب کے ساتھ افطاری کے مواقع تو کم ہوں گے لیکن والدین کو چاہیے کہ اس وقت بچوں کی تربیت کے لئے استعمال کریں ۔ بچیوں اور بچوں کو افطاری کا کھانا تیار کرنا اور پیش کرنا سکھلائیں ۔ اسی طرح ان ایام میں سب گھر والوں کے پاس یہ موقع بہم ہوگا کہ مل کر کھانا کھائیں اور افطاری سے پہلے کچھ وقت دعائیں پڑھنے اور بچوں کو نئی نئی دعائیں یاد کروانے میں صرف کیا جائے۔

اعتکاف کی سنت پر عمل کے لئے بہترین موقع

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیاکرتے تھے اور وفات تک آپ کا یہی معمول رہا۔ اس کے بعد آپ کی ازواج بھی انہی دنوں میں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشرالاواخر)

مسنون اعتکاف تو یہی ہے کہ مرد حضرات ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جہاں نمازیں اور نماز جمعہ ہوتی ہے اور خواتین کو سہولت ہے کہ وہ گھروں میں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں ۔ لیکن موجودہ ایام میں جب کہ زیادہ تر لوگ گھروں میں محصور ہیں تو زیادہ سے زیادہ وقت عبادات،دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزراتے ہوئے اعتکاف کے مقاصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

رمضان ہمدردی کا مہینہ ہے

موجودہ وبائی ایام کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے تلقین فرمائی ہے۔

’’یہی انسانیت کی خدمت کے دن ہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تلقین فرمائی ہے کہ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو ۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے یہی دن ہیں اور اس ذریعہ سے یہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے بھی دن ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 10۔اپریل2020ء)

رمضان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدردی و مواخات کا مہینہ قرار دیا ہے ۔ پس یہ ایام تقاضا کرتے ہیں کہ ہم دعاؤں ، صدقہ وخیرات اور ضرورتمندوں کی مدد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔

رمضان کے تقاضے پورے کرنے والوں کو خوشخبری

رمضان کے ایام اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے خاص دن ہیں ۔ ان کا اجر وثواب غیر معمولی ہے ۔ گویا یہ محنت کے وہ ایام ہیں جن میں مسلمان روزہ رکھ کر دعاؤں، عبادات،ذکر الٰہی، تلاوت قرآن کریم اور صدقہ وخیرات سے اتنی نیکیاں جمع کر سکتا ہے کہ وہ سارا سال اس کے کام آتی رہیں ۔ جب انسان اخلاص اور محبت کے ساتھ ان مبارک ایام کو گزار لیتا ہے تو یہ دن اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں ۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعیدخدری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرتﷺ کو یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اورجو رمضان کے دوران اُن تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزے دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ26۔جنوری 1996ء)

مکرم نعیم احمد خان
سابق نائب امیر کراچی وفات پاگئے

(لندن مانیٹرنگ ڈیسک) احباب جماعت کو نہایت افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم نعیم احمد خان سابق نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی مورخہ 25۔اپریل 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کاپٹی کے داماد تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر آصفہ ہیں۔

مکرم نعیم احمد خان مورخہ 3 نومبر 1933ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام عبد الجلیل خان ہے۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے مکرم مولوی اختر علی نے حضرت مولوی حسن علی بھاگپوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ جو مکرم نعیم احمد خان کی والدہ کے ماموں اور والد کے پھوپھا تھے۔ مکرم مولوی اختر علی کے ذریعہ آپ کے تمام خاندان نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ نے میٹرک پٹن انڈیا سے کیا۔ قیام پاکستان کے بعد 15 سال کی عمر میں لاہور آگئے۔ دیال سنگھ کالج سے انٹر اور ٹی آئی کالج لاہور سے ایم ایس سی کیا۔ بعد ازاں لندن چلے گئے ۔ 1959ء میں کراچی تشریف لائے اور کراچی گیس کمپنی میں ملازمت کی۔ یہاں سے آپ 1993ء میں سینئر جنرل منیجر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی میں بطور نائب ناظم صنعت و تجارت خدمات کا آغاز ہوا۔ بعد میں ناظم خدمت خلق مقرر ہوئے اس کے بعد نائب قائد مجلس کراچی مقرر کئے گئے۔ 1966ء میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کے قائد منتخب ہوئے اور چار سال اس خدمت کو انجام دینے کی توفیق ملی۔ انصاراللہ میں آنے کے بعد کچھ عرصہ مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی کے زعیم اعلیٰ رہے۔ 1977ء میں ناظم انصاراللہ ضلع کراچی مقرر ہوئے اور 1997ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ 1997ء میں ناظم انصار اللہ علاقہ کراچی مقرر ہوئے۔ 1997ء میں سیکرٹری وقف جدید جماعت احمدیہ کراچی مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کو نائب امیر جماعت احمدیہ ضلع کراچی مقرر کیا گیا۔ آپ فضل عمرفاونڈیشن کے کئی مرتبہ ڈائریکٹر منتخب ہوئے۔ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کی پہلی مجلس عاملہ میں بطور آڈیٹر خدمات سرانجام دیں اورکئی سال تک کراچی چیپٹر کے صدر بھی رہے۔ 1970ء میں دار الضیافت ربوہ کے لئے جب پہلی مرتبہ روٹی پکانے کی مشینیں لگانے کا منصوبہ بنایا گیا اور مشینیں بنانی شروع کی گئیں تو آپ کو بھی بطور انجینئر اس کام میں حصہ لینے کا اعزاز حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم مظفر احمد درّانی لکھتے ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن بڑا دیدہ زیب، مرقع معلومات اور شوق مطالعہ بڑھانے والا اخبار ہوتا جا رہا ہے۔ اخبار کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔اس کے روحانی و باطنی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن کو بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔جس دن یعنی اتوار کو یہ اخبار نہیں آتا تو اس دن کوئی اخبار آنکھوں کو بھاتا ہی نہیں۔

بارک اللہ لکم۔اللّٰھم زدفزد

رمضان ۔ جامع رشد و خیر

حافظ مظفر احمد

رمضان کی آمد سے گلستان روحانیت میں پھر بہار آجاتی ہے۔محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمتوں کا دامن بھی کتنا وسیع ہے۔آپؐ نے ہمارے لئے نہ صرف رمضان المبارک کے احکام وفضائل بیان فرمائے بلکہ رمضان گزارنے کے خوبصورت اسلوب اور قرینے بھی ہمیں سکھائے۔آپؐ تو رمضان کے چاند سے بھی کئی ماہ پہلے یہ دُعاشروع کردیتے کہ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ (الدعاء للطبراني ص284) کہ اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں بھی برکت دے اور ہمیں اس رمضان تک بھی رسائی نصیب ہوجائے(کہ شایدیہی مغفرت کا ذریعہ بن جائے)۔

روزہ کی فرضیت

ہجرت مدینہ کے دو سال بعدجب سورۃ البقرۃ کی آیات 184 تا188 نازل ہوئیں تو ہرصحت مندعاقل بالغ مسلمان مرد اورعورت پر ماہ رمضان کےروزے فرض ہوئے۔روزہ کا مقصد تقویٰ یعنی جسمانی و روحانی بیماریوں سے بچنا بیان ہوا۔ مریض یا مسافرکویہ سہولت دی گئی کہ اگر وہ رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو بعد میں پورے کرلے،دائم المریض اور پیرفرتوت کوروزے نہ رکھ سکنے کی صورت میں فدیہ(روزانہ ایک مسکین کا کھانا)دینا واجب ٹھہرایا۔گر صحت مند کے لئےروزہ رکھناہی موجب خیروبرکت قرار دیا۔الغرض جسمانی وروحانی ترقی کے لئے رمضان سے بڑھ کر کوئی عمدہ مشق اورنصاب نہیں ہے۔

فضائل رمضان

رمضان خیروبرکت اور فضیلتوں کا مجموعہ ہے۔فضائل رمضان کے بارہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کی یہ مفصل روایت رسول اللہ ﷺ کے ایک لطیف خطاب پر مشتمل ہے جو آپؐ نے رمضان کے شروع ہونے سے ایک روز قبل فرمایاکہ ”اے لوگو!تم پر ایک بڑی عظمت (اورشان)والا،مہینہ سایہ کرنے والاہے۔ ہاں ایک برکتوں والامہینہ جس میں ایک ایسی رات ہےجو(ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایاہے۔اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اُسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا اورجس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اُسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔

اوریہ مہینہ صبر کا (مہینہ) ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھا یا جاتا ہےاور جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتاہےاور اُسے آگ سے آزاد کیاجاتا ہےاور اُسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتاہےبغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کرسکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اُس شخص کو بھی عطا کرتاہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی (دودھ کی کچی لسی)سے یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سےہی روزہ کھلواتا دیتا ہےاور جو روزہ دار کو سیر کرکے پیٹ بھر کے کھلائے گا تواللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اوریہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداءنزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہےاور جس کا آخر کا مل اَجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہےاورجو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اُس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اورکم خدمت لیتا ہے تواللہ تعالیٰ اُس شخص کو بھی بخش دے گا اور اُسے آگ سے آزاد کردے گا۔“ (شعب الایمان للبیہقی جزء5ص224)

اس حدیث کے آخر میں جو رحمت و مغفرت کا ذکر ہے،اس سے تینوں عشرے بھی مرادلئے گئے ہیں۔یعنی پہلا عشرۂ رمضان رحمت کا،دوسرا مغفرت کا اور تیسرا آگ سے آزادی سے خاص ہے۔جیساکہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں بھی رمضان کے بارہ میں بیان فرمایا ہے کہ ”وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔“ (خطبہ جمعہ 19 ستمبر 2008ء)

علامہ سرخسی نے مذکورہ حدیث کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”ہر عشرہ رمضان اپنی ایک علیحدہ فضیلت کے لئے خاص ہے۔“ (المبسوط للسرخسي جزء2ص146)

عملی طور پر بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ رمضان کے آغاز سے ہی رحمتِ عام کی کوئی ایسی ہوا چلتی ہے کہ مساجد نمازیوں سے بھرجاتی اور فرض نمازوں کے علاوہ تراویح سے بھی خانہ ہائے خدا آباد ہوجاتے ہیں۔تب خدائے رحیم اپنے عاجز بندوں کے ان اعمال کی وافر جزا کے ساتھ اُن پر رجوع برحمت ہوتا ہے۔پس اس عشرہ میں خصوصیت سے اپنے مولیٰ سے اُس کی رحمت کا واسطہ دے کر دُعا کرنی چاہئے جیسے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ(المومنون:119)کہ اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔اورجب خدا کا رحم جوش میں ہوتا ہے تو محبتِ الٰہی کی یہ دعا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اَللّٰھُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ (ترمذی ، کتاب الدعوات باب 74)

کہ اے اللہ!مجھے اپنی محبت عطا کر اور اُس کی محبت بھی جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے۔ اے اللہ! میری محبوب چیزیں جو تو مجھے عطا کرے اُن کو اپنی محبوب چیزوں کی خاطر میرے لئے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری جوپیاری چیزیں تو مجھ سے علیحدہ کر دے اُن کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا فرمادے۔اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ (ترمذی، کتاب الدعوات باب 92)کہ اے زندہ وقائم خدا ! تیری رحمت کا واسطہ، میں مدد کا طالب ہوں۔

پہلے عشرہ کی یہ رحمتیں سمیٹ کر انسان دوسرے عشرہ مغفرت میں داخل ہوتا ہےتواس پاکیزہ زندگی کا لطف اُٹھاکرگزشتہ گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا اور نئے پاکیزہ عہدکرتاہے۔اس عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت مغفرت کا واسطہ دے کر دُعائیں مفید و مقبول ہوجاتی ہیں،اس لئے استغفارکا وِردکثرت سے کرنا چاہئے ۔ خصوصاً یہ سید الاستغفار اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ۔ (بخاری ، کتاب الدعوات باب أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا ربّ ہے ، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ،تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں ،اور میں حسب توفیق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں ،میں اپنے عمل کے شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں ،میں اپنے اوپرتیری نعمتوں اور احسانوں کا اعتراف کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں پس تُو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ۔

اسی طرح یہ دعا اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي۔(مستدرک جلد 1 صفحہ 728)کہ اے اللہ!تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور مجھے اُمید اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پرزیادہ ہے۔

اور روزہ افطار کرنےکی یہ دُعا جس میں خاص بخشش کا ذکر ہے اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي۔ (مستدرک حاکم جلد1ص583)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے۔

پھر تیسرا عشرہ آئندہ کی دائمی اور کامل مغفرت کی نویدبن کر آتا ہے کہ اس میں اعتکاف اور لیلۃ القدر کے علاوہ رمضان کی آخری شب بھی خاص مغفرت کا موقع ہے۔اس عشرہ میں آگ سے نجات اور انجام بخیرکی دُعائیں مفید ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ (ابو داؤد کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح)کہ اے اللہ!مجھے آگ سے پناہ دے۔اَللّٰھُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم جزء3صفحہ 683)

کہ اے اللہ!سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دُنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا ۔

عشرہ ہائے رمضان کی یہ تقسیم ان کی خصوصیت نمایاں کرنے کے علاوہ رمضان کی اہمیت و برکت بھی ظاہرکرتی ہے۔تاہم عشرہ ہائے رمضان کی اس نسبتی تقسیم کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر پہلا عشرہ رحمت سے خاص ہے تو باقی عشروں کارحمت سے تعلق نہیں بلکہ جیساکہ رسول اللہ ﷺ نےخود وضاحت فرمائی کہ رمضان کی آمد پررحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری کتاب الصیام)جو ظاہر ہے سارا رمضان ہی کھلے رہتے ہیں۔اسی طرح ماہِ رمضان کی مقبول عبادات کا نتیجہ بھی مغفرت اور آگ سے آزادی ہے۔یہ دونوں باتیں بھی حصول رضائے باری کو ظاہر کرتی ہیں۔اسی طرح لیلۃالقدر جو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے اس کی جو خاص دُعا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو سکھائی،وہ عفو و مغفرت پر ہی مشتمل ہے۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب 85،سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء باب الدعاء بالعفو والعافیۃ)

اس لحاظ سے سارے ماہِ رمضان کو بھی رحمت،مغفرت اور جہنم سے نجات سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔چنانچہ علامہ حمد بن عبد اللہ لکھتے ہیں کہ ”دراصل رمضان کا سارا مہینہ ہی مغفرت و رحمت اور آگ سے آزادی کا مہینہ ہے جیساکہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں کئی لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے۔“ (فقہ الصیام والحج من دلیل الطالب جزء10صفحہ 24)

چنانچہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ۔ (ابن ماجہ ،کتاب الصیام) کہ اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت لوگوں کو (جہنم سے)آزاد فرماتا ہے اور یہ(رمضان کی)ہر رات میں ہوتا ہے۔

دراصل حدیث زیرنظرمیں تینوں عشروں کی منفرد اہمیت جتلانے کے علاوہ رمضان کی تین خصوصیات کی طرف بھی رہنمائی مقصود ہے۔پہلی خصوصیت رحمت یعنی محبت ہے۔جس سے رمضان

کا آغاز ہوتا ہے۔اس مہینہ میں ایک طرف انسان (جو دو انس سے مرکب ہے، یعنی خالق اور مخلوق سے محبت کا مجموعہ) وہ محبت الٰہی اور ہمدردئ خلق کے جوش میں نیک اعمال بجالاتا ہے تو دوسری طرف خدائے رحیم بھی پہلے سے بڑھ کر رجوع برحمت ہوتا ہے۔

اسی طرح ”رمضان“ بھی رمض سے نکلا ہے جس کے معنے تپش کے ہیں اور دو گرمیوں اور تپش سے مُراد خالق اور مخلوق کی دونوں محبتوں کا جوش مارنا ہے۔جیساکہ اللہ کی رحمت اس مہینہ میں عروج پر ہوتی اور اپنے بندوں پر انعام و اکرام کے بہانے ڈھونڈتی اور مخلوق کا سفر اپنے خالق کی طرف آسان کرتی ہے۔دوسری طرف بندہ بھی جوش محبت میں اس مہینہ میں کئی مشکل چوٹیاں سرکرلیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ رمضان کا نام اس لئے رمضان ہے کہ یہ گناہوں کو جلد خاکستر کردیتا ہے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی جزء31 صفحہ171)

نیزفرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے کوئی نفلی عبادت بجالاتا ہے اُسے فرض کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے اور جو فرض ادا کرتا ہے اُسے ستر فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی کتاب الصیام باب فضائل شہر رمضان)

حضرت مّلا علی قاری زیرنظر حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

”رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس کا آغاز رحمت ہے یعنی اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت عام نازل ہوتی ہےاور اس مہینہ کا وسط مغفرت ہے یعنی رحمت الٰہی کے نتیجہ میں مغفرت کا دَور میسر آتا ہے کیونکہ بعض دفعہ مزدور فراغت سے پہلے ہی اپنی اُجرت سے کچھ حصہ پالیتا ہے اور اس کا آخر آگ سے آزادی ہے یعنی مکمل اَجر آگ سے آزادی کی صورت میں میسر آجاتا ہے۔“

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح جزء4 صفحہ1369)

اس حدیث کے مطابق رمضان کی دوسری خصوصیت مغفرت ہے ۔جیساکہ فرمایا وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ اوسط کے ایک معنی ”اعلیٰ“ کے بھی ہیں یعنی رمضان کی اعلیٰ برکت حصول مغفرت الٰہی ہے۔رمضان کی اسی برکت کا ذکرکرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑا بدنصیب ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی بخشا نہ گیا۔ (الادب المفرد صفحہ 224)

اس سے بھی ظاہر ہے کہ مغفرت کا تعلق سارے ماہِ رمضان سے بھی ہے جس میں مقبول عبادات کے نتیجہ میں انسان کے گناہ معاف کئے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (صحیح مسلم ،کتاب الطھارۃ)

یعنی اگر انسان سچے دل اور تقویٰ سے رمضان کی عبادات بجالائے تو رمضان ایسے اثرات چھوڑ جاتا ہے اور ایسی نیکیوں کی عادت ڈال جاتا ہے جو اس کے گناہوں کا کفار ہ ہوجاتی ہیں۔ایک اور حدیث میں ہےکہ جب رمضان سلامتی سے گزرجائے تو سمجھو سارا سال سلامت ہے۔

(شعب الایمان جزء5ص285)

پھررسول اللہ ﷺ نے رمضان کی آمد پر کیسی پیاری یہ دُعا سکھائی۔اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنِی لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِی وَتَسَلَّمْهُ مِنِّی مُتَقَبَّلًا

(للطبرانی ص: 284)

کہ اے اللہ! رمضان کو میرے اور مجھے رمضان کے سپرد کردے اور مجھ سے اس مہینہ کی عبادات قبول فرمالے۔

پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینہ کی بہت حفاظت اور اہتمام کرناچاہیئے تاکہ جسمانی ،روحا نی اور اخلاقی ہر لحاظ سے سارا سال رمضان کی یہ کیفیت طاری ہوکرہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہےاور یہ بابرکت مہینہ سارےسال کے شرورومعاصی کےازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے ۔

روزہ کی برکت

رمضان کی عبادات میں سب سے اہم توروزہ ہے جس میں انسان خدا کے حکم سے جائز چیزوں سے رُک کر حرام چیزوں سے بدرجۂ اولیٰ رکنے کی مشق کرتا ہے۔اس لحاظ سے روزہ کئی نیکیوں کو جمع کرنے کا موجب بنتا ہے کیونکہ انسان اس میں صرف کھانا پینا ہی نہیں بلکہ ہرقسم کے جھوٹ،فریب اور بُرائی کو ترک کرنے کی توفیق پاتا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ وَالصَّوْمُ لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهِ

(الترمذی، ابواب الصوم)

روزہ خالصتاً میرے لئے ہے اور روزہ دار کی جزا میں خود بنوں گا یعنی روزہ کے نتیجہ میں دیدارِ الٰہی اور وصال ربّ العزت روزہ دار کو نصیب ہوگا۔اسی طرح حدیث میں ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اُسے اُس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اُس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے وہ ملاقات کرے گا۔

(بخاری، کتاب الصوم)

روزہ اور نماز

روزہ کے ساتھ جس عبادت کا چولی دامن کا ساتھ ہے وہ نماز ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” صلٰوۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے “

(ملفوظات جلد 2ص561)

پس جب روزہ کی حالت میں انسان پنجوقتہ نمازوں کی نہر میں غوطہ زن ہوکر قرب الٰہی حاصل کرنے کا خواہاں ہوتا ہے تو روزہ اُس میں مد و معاون ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رسول اللہ ﷺ کایہ معمول بیان فرماتی تھیں کہ نماز کیلئے بلالؓ کی اطلاعی آواز پر آپؐ بلا توقّف مستعد ہوکر اُٹھتے اور نمازکے لئے تشریف لے جاتے۔

(بخاری ، کتاب التہجد باب15)

اور رمضان میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ ہوجاتاتھا، یہی پاک اُسوہ آج بھی ہمارےلئے بہترین نمونہ ہےکہ نہ صرف پنجگانہ نمازوں کا التزام بلکہ نماز میں انہاک اور خشوع و خضوع کی کیفیت بھی روزے کے نتیجہ میں ترقی پذیر ہونی چاہیئے۔تاکہ روزے اور نماز کا حقیقی مقصد حاصل ہو۔قرآن کریم کا پہلا حکم سورۃ البقرہ آیت 22میں عبادت کا ہے اور اس کا مقصد حصول تقویٰ بتایا ہے ۔ اسی طرح سورۃ البقرہ آیت184 کےمطابق روزہ کا مقصد بھی یہی تقویٰ ہی ہے جس سے انسان بُرائیوں سے محفوظ ہوسکتا ہے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے روزہ کومومن کی ایک ڈھال قرار دیا۔(بخاری کتاب الصوم) جس سے وہ شیطان کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

قرآن کریم کے نازل ہونے کے ایّام

رمضان کا مہینہ اُن مقدس ایّام کی بھی یاددلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا دُنیا میں نزول ہوا ۔حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نےمرض الموت میں حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ جبرائیل ہر سال رمضان کے مہینہ میں تمام قرآن کریم کا میرے ساتھ ایک دفعہ دَورکیا کرتےتھے مگر اس سال انہوں نے دو دفعہ دَور کیا جس سے میں سمجھتاہوں کہ اب میری وفات قریب ہے۔ (زرقانی جلد8ص250)

بے شک رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی قرآ ن نازل ہوا ہے مگر رمضان المبارک کی یہ خصوصیت ہےکہ اس میں جس حد تک قرآن کریم نازل ہوچکا ہوتاتھا جبریلؑ اس کا رسول کریم ﷺ کے ساتھ مل کر دَورکیاکرتے تھے گویا دوسرے الفاظ میں دوبارہ تمام قرآن کریم آپ پر نازل کیاجاتا۔پس اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہےکہ سارا قرآن کریم ہی رمضان میں نازل ہوا۔

اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ دورانِ ماہ اُسے باربار پڑھا جائے، اس کے معانی کوسمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائےاور رمضان میں خاص طور پر سنت نبویؐ کے مطابق دو دفعہ اس کا دَور مکمل کرنے کی کوشش کی جائے اور کیا خوب ہو جو یہ دور ترجمہ کے ساتھ ہو۔

نماز تہجد اور نوافل

رمضان کا بہترین تحفہ اورسحری کے کھانے سے بھی کہیں لذیذ نماز تہجد ہے۔حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکرکیا اور اُسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیتے ہوئے فرمایا:جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نےاُسے جنا۔ (سنن نسائی کتاب الصیام)

آنحضرت ﷺ کی روزمرہ عبادت کاہی یہ حال تھاکہ آپؐ ساری ساری رات کھڑے رہ کر عبادت کرتے۔یہاں تک کہ پاؤں سوج جاتے۔حضرت عائشہؓ نے پوچھااے خدا کے رسول ﷺ! کیا اللہ نے آپؐ کو معاف نہیں کردیا پھر آپؐ کیوں اتنی تکلیف اُٹھاتے ہیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عائشہؓ! کیا میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری ،کتاب التہجد)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آنحضور ﷺ کی رمضان المبارک میں رات کی عبادت کیسی ہوتی تھی؟انہوں نےفرمایا: حضور ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ ایّام میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو۔یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں۔پھر ایسی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے تھے پھر تین وترآخر میں پڑھتے تھے یعنی کل گیارہ رکعات۔ (بخاری کتاب التہجد باب 16)

لیکن یہ تو رسول اللہ ﷺ کا روزمرہ معمول تھا۔رمضان میں تو حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق آپؐ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے۔

(بخاری، کتاب صلوۃ التراویح باب6)

نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہوکر عبادت کرتے نہیں دیکھا۔

(سنن نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النھار)

اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کردی ہے۔ (نسائی کتاب الصیام)

اس لئے رمضان کی راتوں میں حسب توفیق نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔اصل سنت تو قیام اللیل کی حضرت عائشہؓ نے گیارہ رکعت بیان کی ہے۔اس لئے تراویح کے علاوہ بھی نماز تہجد کے نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں قبولیت دُعا کا موقع اُسے زیادہ افضل بنادیتاہے۔حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کے لئے خاص طور پر تحریک و ترغیب فرماتے تھے۔بے شک آپؐ عزیمت کے طور پر اس کا حکم تو نہیں دیتے تھے تاہم تلقین ضرور فرماتے تھے۔ (ترمذی، ابواب الصوم)

انفاق فی سبیل اللہ

رمضان کی ایک خوبصورت نیکی راہ خدا میں مخلوق کی بھلائی کے لئے اپنے مال خرچ کرنا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے توعام حالات میں بھی کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔لیکن رمضان میں

تو آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے مگر آپ کی سخاوت رمضان کے مہینہ میں اپنے انتہائی عروج پر ہوتی تھی، جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقاتیں کرتے تھے اُس وقت آپؐ کی سخاوت اپنی شدت میں تیز آندھی سے بھی بڑھ جاتی تھی۔‘‘

(بخاری ،کتاب بدء الوحی)

اس سنت نبویؐ کے مطابق رمضان میں بطور خاص ہر قسم کے صدقات کا اہتمام کرنا چاہئے۔فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بھی حسب شرائط یہ مہینہ موزوں ہے کہ عام دنوں سے 70 گنا ثواب کا موجب ہوتا ہے۔

پھر اول تو رمضان میں روزہ رکھنا بھوک اور پیاس کا احساس دِلا کر غریبوں کی مدد کی عملی تحریک کا موجب بنتا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسکین کو کھانا کھلانے کے فدیہ کا قرآن کریم میں حکم ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے قبل ہر مسلمان پر فطرانہ واجب فرمایا تاکہ دیگر کمزور بھائیوں کو بھی خوشیوں میں شریک کیا جاسکے۔الغرض یہ مہینہ صدقہ و خیرات اور امداد باہمی اور تعاون کا عمدہ مہینہ بن جاتا ہے۔

آخری عشرہ

اہل دل جانتے ہیں کہ جب پیاروں کو الوداع کرنے کا وقت آتا ہے تو بے اختیار جذبات محبت جوش مارتے ہیں۔کچھ یہی کیفیت ہمارے آقا سید مولیٰ آنحضرت ﷺ کی رمضان کی رخصتی پر ہوتی تھی۔جب روحانیت کی بہار اپنی رونق دکھا کر رخصت ہونے کو آتی تو آپ ان آخری ایّام میں کمرِ ہمت کس لیتے اور برکات رمضان کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔

حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش و محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایّام میں نہیں دیکھی گئی۔

(صحیح مسلم ،کتاب الاعتکاف)

معلوم ہوتا ہے ایک تو حضور ﷺ رمضان کی رخصتی کے اس خیال سے کہ پھر یہ پیارا برکتوں والا مہینہ سال بعد آئے گا پوری ہمت اور طاقت خرچ کرکے ان برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان آخری ایّام میں جو خاص برکات رکھی گئی ہیں اُن کا حصول مقصود ہوتا تھا۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے رمضان کے آخر میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے۔

(شعب الایمان کتاب الصیام باب فضائل شھر رمضان)

آخری عشرہ رمضان میں آنحضور ﷺ اعتکاف بھی فرماتے تھے اور لیلۃالقدر کی تلاش میں راتیں بھی زندہ کرتے تھے۔

رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی خاص برکت بھی آنحضور ﷺ نے مغفرت بیان فرمائی جو رمضان کی اعلیٰ برکت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’رمضان المبارک کی آخری رات میں میری اُمت کی مغفرت ہوتی ہے ۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسول ﷺ! کیا رمضان کی آخری رات لیلۃالقدر ہوتی ہے فرمایا:نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اُسے اس کا اَجردیا جاتا ہے۔(اور یہ مغفرت اس کا اَجر ہے۔)

(مسند احمد مسند ابی ہریرةؓ جزء8 صفحہ 31)

اس لئے رمضان کی عبادات اور اعمال سے فراغت پر ان مومن بندوں کو آخری رات اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت عطافرماتاہے۔ کتنے مبارک ہیں رمضان میں عبادت بجالانے والے وہ روزہ دار جن کو جلد ہی ان کا اجر دے دیا جاتاہے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کی ایک اہم عبادت اعتکاف ہے یعنی آخری عشرہ کے دس دن رات کسی جامع مسجد میں خلوت نشین اور دُنیا سے منقطع ہوکرروزہ کے ساتھ دیگر جملہ عبادات بھرپوررنگ میں بجالانا۔

حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف فرماتی رہیں۔ (بخاری کتاب الاعتکاف)

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے معتکف کے بارہ میں فرمایا کہ وہ مسجد میں رہ کر کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے اور مسجد میں رہنے کے باعث جن نیکیوں سے محروم ہوتا ان کا ثواب بھی اس کے حق میں لکھا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام بَابٌ فِی ثَوَابِ الِاعْتِکَافِ)

معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معتکف اپنے آپ کو کلّی طور پر خدا کے حضور ڈال دیتااور کہتا ہے کہ ’’اے خدا ! مجھے تیری قسم میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک تو مجھ پر رحم فرمائے۔‘‘

(درمنثور فی التفسیر بالماثور جزء1 صفحہ 486)

پھر فرمایا۔’’خدا کی راہ میں ایک دن اعتکاف کرنے والے اورجہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق ومغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔‘‘

(درّمنثور فی التفسیر بالماثور جزء1 صفحہ 486)

لیلۃ القدر

رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں کی ایک اہم اور عظیم الشان برکت لیلۃالقدر ہے۔جس کے معنے عزت والی رات یااندازہ والی رات۔عزت والی رات اس لحاظ سے کہ قرآن عظیم جیسی شان والی کتاب کا نزول اس رات میں ہوا۔اس لئے اسے لیلۃ مبارکہ بھی کہا گیا ہے یعنی ہم نے قرآن کو برکتوں والی رات میں اُتارا ہے۔

(سورہ دخان آیت 4)

اس رات میں خداکی رحمت بے پایاں اپنے عروج پر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ اپنے بندوں کی دُعاؤں کو بطور خاص سنتا اور قبول کرتاہے۔اس رات کی تلاش کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بہت تاکید کی اور ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(بخاری ،کتاب فضل لیلۃ القدر)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کو خواب کی حالت میں لیلۃ القدر رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا : میں دیکھتاہوں کہ تمہاری خوابیں آخری سات راتوں کے بارہ میں متفق ہیں (کہ ان میں لیلۃ القدر)ہے۔پس جو شخص لیلۃالقدر کامتلاشی ہے وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃالقدر)

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال شروع شروع میں رمضان کے درمیانی عشرہ میں ہم حضور کے ساتھ معتکف ہوئے بیسویں رمضان کی صبح حضور ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور فرمایاکہ مجھے لیلۃالقدر دِکھائی گئی ،پھر بُھلادی گئی پس اب تم رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں اسے تلاش کرو (ہاں!لیلۃالقدر کی ایک ظاہری نشان)میں نے دیکھا ہے کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہاہوں ۔ پس جو شخص میرے ساتھ درمیانی عشرہ میں معتکف رہا وہ اعتکاف میں ہی رہے چنانچہ ہم معتکف رہے اورہم آسمان میں اس رات کوئی بادل کا نشان تک نہیں دیکھتے تھے پھر اچانک ایک بادل آیا اور برسا یہاں یک کہ مسجد کی چھت جو کھجور کی شاخوں کی تھی ٹپک پڑی ۔نماز کھڑی ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور کی سجدہ گاہ تر ہوگئی اور آپ ﷺ نے کیچڑ کی گیلی مٹی والی جگہ میں سجدہ فرمایا ۔بلکہ حضور کی پیشانی مبارک پت کیچڑ کی گیلی مٹی کا کچھ اثر بھی رہ گیا اور یہ اکیسویں کی رات تھی اور بعض میں بیسویں کاذکر ہے۔ (بخاری، کتاب فضل لیلۃالقدر)

اس سے معلوم ہوتاہے کہ اس رات کے بُھلانے میں کوئی خاص حکمت تھی کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس کا بُھولنا تمہارے لئے بہتر ہو ۔ (بخاری کتاب فضل لیلۃالقدر)

اور وہ یہی حکمت ہے کہ ایک رات کاسہارا لینے اور صرف اس میں عبادت کی بجائے آخری عشرہ کی ساری ہی طاق راتوں میں پوری ہمت ،محنت اورکوشش سے مجاہدہ کرنے کی توفیق مومنوں کو حاصل ہو۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر میں لیلۃ القدر پاؤں تو کیا دُعا کروں؟آپ ﷺ نے یہ دُعا سکھائی۔اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔ (ترمذی ابواب الدعوات ،سنن ابن ماجہ ابواب الدعاء) کہ اے اللہ! تُو بہت معاف کرنے والا ہے،توعفو کو پسند کرتا ہے۔پس مجھے معاف کر دے۔

روزہ اور دُعائیں

رمضان کے ساتھ دُعاؤں کا گہرا تعلق ہے۔ سورۃ البقرہ آیت: 187میں احکام رمضان کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہےکہ ’’اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں ،میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پُکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔‘‘

رمضان میں ایک تو تہجد کا وقت خاص قبولیت کے اوقات میں ہے جب خدا ئے ذوالعرش اپنے بندوں سے سوال کررہا ہوتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھے پُکارے کہ میں اُسے جواب دوں ۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اُسے عطا کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا میں اُسے بخش دوں ۔

(بخاری کتاب التہجد)

بعض اَوقات بھی اپنے اندر خاص تاثیرات رکھتے ہیں ۔ان میں سے ایک رمضان کے ایّام میں افطاری کا وقت ہے۔حدیث میں آتاہے کہ روزانہ افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو آگ سے بَری قرار دیتاہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت ایک دُعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام)

یہ ایسا بابرکت وقت ہے کہ روزہ دارکا دل یوں بھی اس وقت ایک خاص سُرور کی کیفیت محسوس کرتاہے۔خصوصاً اس خیال سے کہ خدا کی خاطر مجھے سارا دن بھوکا پیاسا رہنے اور اس کی رضا کےلئے بُری باتوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

الغرض رمضان کا مہینہ جامع الخیرات اور کئی نیکیوں اور عبادات کو جمع کرنے والا ہے۔جو ایک مومن کے لئےرحمت اور جنت کے دروازے کھول دیتااور جہنم کے دروازے اُس پر بندکرکے آگ سے آزاد قرار دے کر بخشش و مغفرت اوررضائے الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’اسلام ......ہر بالغ اور باصحت مسلمان پر یہ واجب قرار دیتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے اور ان مبارک ایّام کو اللہ کی عبادت اور تسبیح وتحمید اور قرآن کریم کی تلاوت اور دُعاؤں اورذکر ِالٰہی میں بسر کرے ۔تاکہ اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم ص386)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں رمضان میں ایسے روزوں اور عبادات کی توفیق دے جو ہماری مغفرت اور ہمارے لئے جنت کے دروازے وا ہونے کا موجب بن جائیں۔آمین

اک شخص جنابِ عالی تھا

ثاقب محمود۔آسٹریلیا

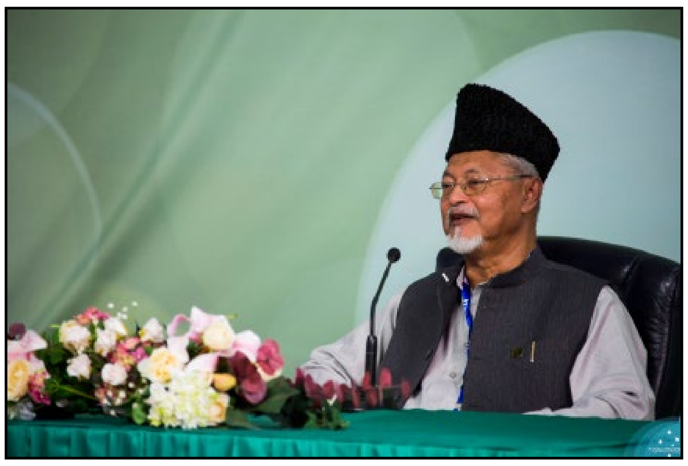

جس عظیم شخصیت کے بارہ میں آج لکھنے بیٹھا ہوں سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے تمہید باندھوں، کہاں سے شروع کروں۔ کیونکہ وہ محض ایک شخص نہیں تھا بلکہ ایک زمانہ تھا، بے شمار لوگوں کی زندگیوں پر اس بزرگ شخصیت نے کسی نہ کسی رنگ میں اثر چھوڑا ہے۔ خاکسار کے خیال میں جماعت آسٹریلیا میں شاید ہی کوئی فرد ہو جو ان کے زیر احسان نہ ہو۔

یہ ذکر خیر ہمارے پیارے امیر مکرم محمود احمد شاہد مرحوم کا ہے۔ان کی ذات کو سب سے زیادہ اور حسین خراجِ تحسین تو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔چونکہ اس عاجز نے بھی ان کی بے پناہ شفقتوں سے باقی احباب کی طرح حصہ پایا ہے اور ایک لمبا عرصہ ان کے زیرِ سایہ کام کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور ان کی زندگی کے آخری 7،8 سالوں میں خاکسار کو محترم امیر صاحب کے خطوط لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے خصوصی توفیق عطا فرمائی اس لئے خاکسار ان کی زندگی کے بعض پُر شفقت واقعات جن کا زیادہ تر خاکسار سے تعلق ہے بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

خاکسار کو اپنے بچپن کے زمانہ میں 80کی دھائی کے شروع میں اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی توفیق ملی اور وہیں پر میں نے محترم امیر صاحب کو پہلی دفعہ دیکھا اس وقت آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ آپ اطفال الاحمدیہ کے اجتماع میں خطاب کے لئے تشریف لائے۔ چونکہ آپ کی اردو میں بنگالی لہجہ کی آمیزش تھی ،ہم نے بچپن کی نا سمجھی میں اسے خوب انجوائے کیا۔

محترم امیر صاحب سے پہلی باقاعدہ ملاقات 1996ءمیں آسٹریلیا آنے پر ہوئی ۔ تب ان کی بے پناہ شفقتوں کا اندازہ ہوا کہ وہ کتنی محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ خاکسار جب ائر پورٹ سے مسجد پہنچا تو مسجد کے بالائی حصہ پر جہاں آجکل MTA کا اسٹوڈیو ہے وہاں رہائش پذیر ہوا اور تھوڑی دیر بعد ہی سیڑھیوں سے السلام علیکم کی آواز آئی۔ دیکھا تو محترم امیر صاحب تشریف لا رہے تھے۔ بڑی گرم جوشی سے گلے لگایا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور سفر کا بھی پوچھا کہ کیسا گزراہے۔ ان دنوں ان کے پاؤں میں تکلیف تھی خاکسار نے عرض کی کہ میں خود حاضر ہو جاتا توفرمانے لگے نہیں تم مہمان ہو اس لئے میرا آنا فرض بنتا تھا۔

1996ء میں ہی کچھ احمدی خاندان آسٹریلیا آ کر آباد ہوئے تو محترم امیر صاحب نے ہر لحاظ سے ان کی مدد فرمائی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی خود خیال رکھا۔ یہاں تک کہ ان کو Centerlink اور Medicareکے دفاتر میں بھی خود لے کر جاتے رہے اور جب وہ اپنے گھروں میں شفٹ ہو گئے تو اکثر ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور پوچھتے کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ خاکسار کے ساتھ خود امیگریشن کے آفس گئے تا کہ میری درخواست جمع کروا سکیں اور اس کے بعد ٹیکس آفس(ATO)میں لے جا کر خود خاکسار کے لئے ٹیکس فائل نمبر کے لئے فارم پُر کئے۔

بیویوں سے حسن سلوک کرنے کی ہدایت

محترم امیرصاحب اکثر اپنے خطبات میں جو جلسہ سالانہ یا خدام کے اجتماع کے موقع پر ہوئے اہل خانہ سے نیک سلوک کی تلقین فرماتے اور خاندانی جھگڑوں کے جو کیس آتے ان کی وجہ سے کافی پریشان رہتے ۔اگر کسی خاوند کی یہ شکایت آتی کہ اس نے بیوی پر ہاتھ اٹھایا ہے تو بہت ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ کئی دفعہ خاوند کی طرف سے شکایت ہوتی کی بیوی نے پولیس کو بلا لیا تھا تو فرماتے کہ جب بچاری کومارو گے تووہ پولیس ہی بلائے گی اور کیا کرے ۔

شاید 1998کی بات ہے کہ خاکسار کو مع اپنے دوست مکرم سلیم چوہدری کے امیر صاحب کے ساتھ کینبرا کے سفر کی سعادت ملی ،سفر لمبا تھا خاکسار نے کچھ کتب ساتھ رکھ لیں کہ گاڑی میں پڑھتا رہوں گا لیکن سارے رستے میں محترم امیر صاحب نے مختلف واقعات سنائے کہ سفر کے ختم ہونے کا احساس ہی نہ ہوا۔ اس سفر میں ایک اور نصیحت محترم امیر صاحب نے ہمیں فرمائی کہ بیویوں کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرنا ہے اور فرمایا کہ بعض خاوند بیویوں سے بے جا فرمائش کرتے ہیں کہ صبح ناشتے میں انڈے پراٹھے ملیں اور بیوی ان کا یہ کام بھی کرے اور وہ کام بھی کرے۔ فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ہر روز پراٹھے ملیں (Cereal)سکھا کر بھی ناشتہ ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ تم دونوں کو یہ بات اس لئے بتا رہا ہوں کہ کل کو تم لوگوں کی شادیاں ہونی ہیں ۔ لہذا اس طرح کی ڈیمانڈ نہ کرنا اور بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

ایک دفعہ نماز کے لئے مسجد تشریف لائے تو فرمانے لگے محترم نواب منصور خان کا فون یاخط آیا تھا کہ تمہارے لئے کوئی رشتہ ہے اور میں نے نواب صاحب سے کہا ہے کہ میں تو دُعا کرتا ہوں کہ ثاقب کے جیسی ہی بیوی ملے۔ یہ ان کی دعا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بہت نیک اور خیال رکھنے والی شریک حیات عطا فرمائی ہے۔

خدام کی دلداری

محترم امیر صاحب کی شفقت اور محبت سب کے لئے عام تھی یہاں چونکہ خاکسار ان واقعات کا ذکر کر رہا ہے جو کہ خاکسار کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ 2000ء میں خاکسار نے جب گھر خریدا تو ازراہ شفقت خاکسار کے ساتھ گھر دیکھنے گئے اور بہت خوشی کا اظہار بھی فرمایا اور بعد میں بھی کئی دفعہ ہمارے گھر تشریف لاتے رہے۔

جون 2003ء میں خاکسار مسجد آیا ایک رپورٹ بنانی تھی جو کہ لندن جانی تھی۔ خاکسار نے رپورٹ تیار کر کے محترم امیر صاحب کو دی اور درخواست کی کہ لندن فیکس کرنی ہے۔ رات کافی ہو چکی تھی اور موسم بھی خراب تھا۔ گھر واپسی پر Hollinsworth road خاکسار کا بہت بُرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور گاڑی بھی write off ہو گئی تاہم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو محفوظ رکھا ۔ محترم امیر صاحب کو فجر کی نماز پر پتہ چلا تو دن چڑھتے ہی خاکسار کے گھر تشریف لے آئےاور دروازہ پر ہی نہایت فکر سے پوچھا کہ تم ٹھیک ہو مجھے فجر کی نماز پر پتہ چلا تھا اور دن ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ تمہاری خیریت دریافت کرنے آؤں۔

2010ء میں جب خاکسار کے والد صاحب کی وفات ہوئی تو فون سنتے ہی تشریف لے آئے اورخاکسار کو گلے لگایا تو خاکسار کی سسکیاں نکل گئیں جس پر مجھے کافی دیر سینہ سے لگائے رکھا اور زیرِلب دعائیں کرتے رہے جن کی آواز مجھے بھی آرہی تھی۔ اس کے بعد اگلے دن پھر دوبارہ تشریف لائے۔

حضورِ انور کے ایدہ اللہ تعالیٰ دورہ آسٹریلیا 2013ء کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مجھے نئی گاڑی خریدنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ میں گاڑی لے کر سیدھا مسجد آیا۔ محترم امیر صاحب نے گاڑی میں بیٹھ کر دعا کروائی اور فرمایا کہ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤاور پھر ازراہ شفقت صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ ثاقب کی گاڑی کو بھی حضور انور کے قافلہ والی گاڑیوں میں شامل کریں۔

خلافت سے محبت اور ادب کا تعلق

محترم امیر صاحب کے اندر خلافت سے محبت اور ادب کا ایک سمندر موجزن رہتا۔ دربارِ خلافت سے جب بھی کوئی ارشاد آتا تو اس کو پورا کرنے کے لئے بیقرار رہتے اور خلیفہ وقت کے لئے دعا کی تحریک فرماتے رہتے۔حضور انور کے خطبات سننے کی طرف احباب جماعت اور عاملہ کو تلقین فرماتے رہتے اور پھر مجلس عاملہ کے اجلاسات میں یہ سلسلہ بھی شروع فرمایا کہ پچھلے 4 ہفتوں کے خطبات جمعہ کا خلاصہ پیش کیاجائے۔

خاکسار کو محترم امیر صاحب کے خطوط لکھنے کی کئی سالوں سے توفیق ملتی رہی ۔ میں نے یہ بات خاص طور سے نوٹ کی جب حضورِ انور کی خدمت میں خط لکھواتے اور کسی معاملہ میں رہنمائی درکار ہوتی تو فرماتے کہ لکھو”حضورِ انور کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے درخواست ہے“

2013ء میں جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آسٹریلیا کے دورہ پر تشریف لانے والے تھے تو اس وقت امیرصاحب بیمار تھے لیکن اس کے باوجود دورہ کے متعلق چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھا اور ہدایات دیتے رہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی بات جس کے لئے حضورِ انور کی اجازت یا رہنمائی کی ضرورت ہوتی تو خاکسارکو فرماتے کہ حضور کو رہنمائی کے لئے خط لکھو۔

خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ حضور انور کا دفتر اور رہائش گاہ میں اسٹڈی روم تم سیٹ کرو اور ہر چیز اچھی اور معیاری ہونی چاہیے۔ یہ بھی فرمایا کہ میر محمد احمد صاحب سے پوچھو کہ حضور کون سا پانی استعمال فرماتے ہیں اور وہ ہی پانی وہاں لا کر رکھو نیز حضور انورکے آفس میں قلم اور روزانہ چاکلیٹ وغیرہ رکھنے کی ذمہ داری بھی خاکسار کو عنایت فرمائی۔ ایک دن خاکسار کو خاص طور پر بلوایا کہ حضور انور کے دورہ کے دوران جو ٹیم کھانا بنائے گی ان کے لئے خاص ہدایت لکھوانی ہیں اور بڑی تفصیل سے ہدایات لکھوا کر فرمایا ان کو برزبین اور میلبورن کے صدران کو بھی بھیج دو۔ خاکسار کی اہلیہ سے خاص طور پر حضور انور کے لئے رس ملائی بنوائی۔

خدام کی ٹریننگ

محترم امیر صاحب کو اس بات کا بھی بہت خیال رہتا کہ خدام یا احبابِ جماعت کی بہتر رنگ میں تربیت ہو اور وہ نہایت ذمہ داری سے جماعتی خدمات سر انجام دیں۔ اس سلسلہ میں آپ اکثر نصیحت فرماتے اور ہ دایات سے نوازتے۔ ایک وصف آپ میں یہ بھی تھا کہ ہر آدمی سے اس کی صلاحیتوں

کے مطابق کام لیتے اور اکثر احباب کو مختلف کاموں میں involve رکھتے ۔

2003ء میں مکرم فیروز علی شاہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا مسجد بیت الفتوح کے افتتاح کے پروگرام کے لئے جماعتی نمائندہ کے طور پر لندن تشریف لے گئے۔ ان دنوں مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کا سالانہ اجتماع تھا اور خاکسار ناظم اعلیٰ اجتماع تھا۔ صدر صاحب نے لندن جاتے ہوئے خاکسار کو قائم مقام صدر مجلس کی ذمہ داری بھی عنایت فرمائی ۔ اجتماع کی افتتاحی تقریب کے موقع پر خاکسار کچھ نروس تھا۔ خاکسار نے محترم امیر صاحب سے درخواست کی کہ وہ بھی اسٹیج پر خاکسار کے ساتھ تشریف رکھیں۔فرمانے لگے کیوں؟ میں نے عرض کی کہ صدر صاحب بھی یہاں نہیں اور میں نے بھی کبھی افتتاحی تقریب سے خطاب نہیں کیا اس لئے تھوڑی گھبراہٹ ہے ۔ فرمانے لگے ایک بات یاد رکھو کہ الٰہی جماعتیں بندوں کے بل بوتے پر نہیں چلتیں۔ خدا خود انہیں چلاتا ہے۔ جاؤ وہاں بیٹھو اور پروگرام شروع اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ شام کو خدام کی مجلس شوریٰ میں تھوڑی دیر کیلئے تشریف لائے اور پھر خاکسار کو یہ فرماکر کہ تم نیشنل مجلس عاملہ کے ممبر بھی ہو اور شوریٰ میں بھی بیٹھے ہو انشاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ کس طرح نوجوانوں کو ذمہ داری لینے اور نبھانے کیلئے تیار فرماتے اور توکل تھا تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر۔

عاجزی اور انکساری

محترم امیر صاحب کے اندر انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ لباس بھی بہت سادہ ہوتا اور ہر خاص و عام سے نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ خود نمائی تو چھو کر بھی نہ گزری تھی۔ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فضل ہی سمجھتے کبھی یہ نہ کہا کہ یہ کام میری وجہ سے ہوا ہے ۔ 2008ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر خاکسار کے ذمہ Exhibition لگانے کی ذمہ داری تھی اور محترم امیر صاحب کی خواہش تھی کہ ایک نہایت اچھا Exhibition لگے ۔ بہر حال نمائش کے ایک حصہ میں جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کی تاریخ کے بارہ میں بھی تھاخاکسار نے وہاں پر آسٹریلیاکے پہلے امیر صاحب مکرم شکیل احمد منیر کی تصویر کے ساتھ محترم امیر صاحب کی تصویر موجودہ امیر کے طور پر آویزاں کی۔ جب آپ انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے آئے تو فرمایا ثاقب میری تصویر یہاں سے اُتار دو۔ خاکسار نے عرض کی کہ کیا تصویر ٹھیک نہیں ہے۔ فرمانے لگے بس اتار دو اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کی کہ پہلے امیر صاحب کی بھی تصویر ہے اور یہاں جماعت آسٹریلیا کی تاریخ کا ذکر ہے۔ فرمانے لگے ان کی تصویر رہنے دو میری اتار دو اور تصویر اُتروا کر ہی وہاں سے گئے۔

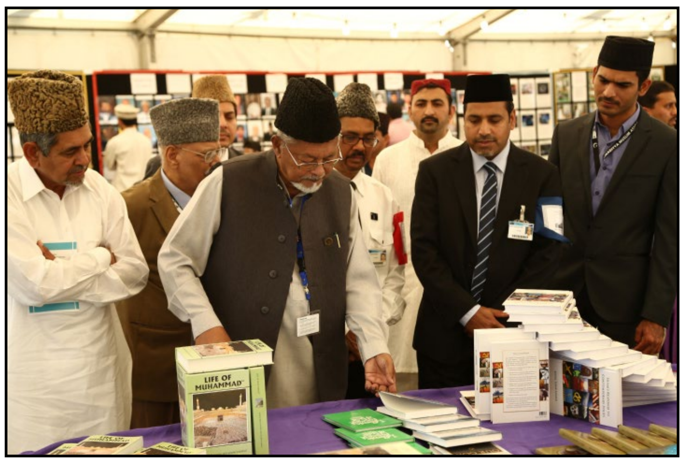

اسی سال نمائش کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار کے ساتھ خود کچھ چیزیں خریدنے کیلئے گئے۔کیونکہ شوگر کے مریض تھے میں نے عرض کی کہ امیر صاحب کچھ کھا لیں یا کافی پی لیں۔ فرمانے لگے کہ چلو کافی پیتے ہیں۔ جب ہم کافی پی رہے تھے تو فرمانے لگے کہ جب سے آسٹریلیا آیا ہوں آج تیسری دفعہ باہر کافی پی رہا ہوں۔ اس بات کا خاکسار پر آج تک اثر ہے کہ آپ ایک ملک نہیں بلکہ براعظم کے امیر تھے اورکتنی سادگی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔

بچوں سے شفقت

محترم امیر صاحب بچوں سے بہت شفقت فرماتے اور بچے بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ کسی پروگرام کے بعد بچے بھی ان کی طرف مقناطیسی کشش کی طرح کھچے آتے۔خاکسار کے بچوں سے بھی بہت شفقت فرماتے۔ ایک دفعہ میرا بڑا بیٹا جبکہ وہ ابھی چھوٹا تھا ضد کر بیٹھا کہ میں نے مسجد میں ہی کھانا کھانا ہے۔ پوچھنے لگے کہ کیوں ضد کر رہا ہے میں نے عرض کی کہ ضد ہے کہ کھانا مسجد میں ہی کھاؤں گا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے کہ آو کھانا کھلاؤں۔

عزیزم کاشف کی آنکھوں کا آپریشن تھا خاکسار نے دعا کے لئے فون کیا تو فرمایا کہ ضرور دُعا کروں گا ۔ رات کو ہم لیٹ گھر آئے تو میں نے مناسب نہ جانا کہ اس وقت فون کر کے بتاؤں ۔ رات کے 10 بجے فون کی گھنٹی بجی تو دوسری طرف محترم امیر صاحب تھے فرمانے لگے کہ کاشف کا کیا حال ہے میں جاگ رہا تھا کہ اس کی کوئی خبر آئے تو پھر سوؤں۔ جبکہ خاکسار اپنی جگہ پر شرمندہ ہوتا رہا کہ کیوں نہ آتے ہی خبر دے دی۔

2013ء میں حضور انور کے دورہ آسٹریلیا کے موقع پر عزیزم کاشف کی آنکھوں میں جو تار آپریشن کے بعد ڈالی گئی تھی وہ باہر نکل آئی۔ بہت پریشانی ہوئی۔ امیر صاحب کو ساری صورتحال بتائی اور دعا کے لئے بھی عرض کی۔ مکرم ناصر کاہلوں (نائب امیر) کی بیگم صاحبہ نے جو کہ ڈاکٹر ہیں اس کا معائنہ کیا اور ساتھ ساتھ ہاسپٹل سے ہدایات بھی لیں۔ عزیزم کاشف کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہتا تھا اور یہی وجہ اس کے آپریشن کی تھی۔رات کو میں کاشف کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ دُعا اور دوا کی درخواست کروں۔ جب حضور آفس سے باہر تشریف لائے تو میں نے کاشف کو آگے کیا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ بچہ کون ہے محترم امیر صاحب نے عرض کی حضور ثاقب کا بیٹا ہے ۔حضور نے اس کی آنکھوں کا معائنہ فرمایا اور ازراہ شفقت اپنی الیس اللہ بکاف عبدہٗ والی انگوٹھی اس کی دونوں آنکھوں پر پھیری اور فرمایا اللہ فضل فرمائے۔ الحمدللہ کی اس کے بعد اس کی آنکھوں سے پانی بہنا بند ہوگیا۔امیر صاحب عزیزم واصف سے بھی بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے اور اپنی چھڑی اس کی گردن میں ڈال کر اپنی طرف کھینچتے اور فرماتے کہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد اسے لے کر دفتر آیا کرو تاکہ میں اسے چاکلیٹ دیا کروں۔

جماعتی املاک کی حفاظت

محترم امیر صاحب جماعت کی ہر چیز کا بہت خیال رکھتے کہ وہ خراب نہ ہو۔ اکثر مسجد میں کرسیاں بچے دھوپ میں چھوڑ جاتے اور محترم امیر صاحب ان کو چھاؤں میں رکھتے کہ دھوپ کی وجہ سے خراب نہ ہو جائیں۔آپ ایک واقعہ اپنی طالبعلمی کے زمانہ کا سنایا کرتے تھے کہ ربوہ میں بہت گرمی ہوتی تھی اور ہوسٹل میں پنکھا بھی نہیں تھا لہذا ہم ناظر صاحب تعلیم کے دفتر گئے اور پنکھے کے لئے درخواست کی ۔ ناظر صاحب نے فرمایا کہ درخواست لکھ کر دو۔ امیر صاحب فرمانے ہیں کہ ہمارے پاس تو کاغذ اور قلم بھی نہیں ہے تو دفتر کے ایک کارکن سے کہا۔ دفتر کے کارکن نے ناظر صاحب سے پوچھا کہ ان کو پورا کاغذ دوں یا آدھا، پھر ہمیں پنکھا ملا۔خاکسار نے محترم امیر صاحب سے پوچھا کہ امیر صاحب پنکھا بجلی کا تھا۔فرمانے لگے کہ نہیں ہاتھ سے چلانے والا تھا۔ شاید یہی ٹرینگ ان کی پوری زندگی میں جماعتی املاک کے حوالہ سے کام آتی رہی ۔

2013ء میں جب حضور انور آسٹریلیا کے دورہ پر تھے محترم امیر صاحب بیمار تھے۔ ایک دن خاکسار نے خواب دیکھا کہ امیر صاحب بغیر لاٹھی کے چل رہے ہیں اور بالکل ٹھیک ہیں۔ خاکسار جب مسجد گیا تو دیکھا کہ امیر صاحب اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لا رہے تھے اور لاٹھی سے چل رہے ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور آپ نے بڑی گرمجوشی سے جواب دیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ بغیر لاٹھی کے چل رہے ہیں تو فوراً لاٹھی اٹھا کر ہاتھ میں پکڑی اور چلنا شروع کر دیا۔خاکسار نے عرض کی کہ امیر صاحب لاٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی ہی نہیں۔ تو لاٹھی ایک اور صاحب جو ساتھ چل رہے تھے پکڑا دی اور فرمایا کہ لو تمہارا خواب پورا ہوگیا۔

ضرورتمندوں کی مدد

غرباء اور ضرورتمندوں کی ہر ممکن مدد فرمایا کرتے ۔ خاکسار کے ہاتھ کئی دفعہ اپنے صدر خدام الاحمدیہ کے دور کے کارکنوں کو پاکستان میں چاکلیٹ اور دوسرے تحائف بھیجے۔ ایک دفعہ لاہور میں ایک صاحب کے بیٹے بیٹی کی شادی تھی تو خاکسار کے ہاتھ10 ہزار روپے کی خطیر رقم ان کے لئے بھجوائی۔

ایک دوست نے خاکسار کو بتایا کہ یہاں آسٹریلیا میں بھی اپنی آمد کا زیادہ تر حصہ بیواؤ ں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔محترم امیر صاحب ان افراد کے لئے عید کے موقع پر کھانے کا ضرور اہتمام فرماتے جنہوں نے اسائلم کے لئے اپلائی کیا ہوتا اور وہ یہاں اکیلے ہوتے تھے اور ان کی فیملی کا کوئی اور فرد یہاں نہ تھا ۔کہ ان کو عید کے موقع پر اکیلے پن کا احساس نہ ہو۔

آپ کی وفات پر کئی ممبران پارلیمنٹ بھی تشریف لائے۔ آپ کے ان کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ اس موقع پر خاکسار کی بات ایک ممبر پارلیمنٹ Mrs Louis Markus کے ساتھ ہورہی تھی اور وہ بار بار دکھ کا اظہار کر رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ محمود صاحب کا وجود صرف جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے لئے ہی نہیں بلکہ

HE WAS BLESSING FOR WHOLE AUSTRALIA اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ ان کو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں ان کی نیک یادیں اور نیک کام ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم ڈاکٹر ریاض اکبر کے ان الفاظ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اک شخص جنابِ عالی تھا
جو حرص و ہوا سے خالی تھا
ہاں علم و عمل میں عالی تھا
محمود احمد بنگالی تھا

سدرۃ المنتہیٰ۔کینیڈا

لاک ڈاؤن اور ایک احمدی کا عہدِ وفا

2020ء کا سورج انسانیت کے لئے کرونا وائرس کی صورت میں ایک نیا چیلنج لے کر طلوع ہوا۔ یہ جان لیوا وائرس اب تک 1.5 لاکھ سے زائد انسانی جانیں لے چکا ہے۔ اس نے دنیا کے ہر کونے میں بسنے والےانسانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ کیا واقعی انسان جو اپنے آپ کو بہت عقلمند خیال کرتا ہے۔ اس کی یہ استعداد بھی نہیں کہ ایک مچھر سے بھی چھوٹے وائرس کا مقابلہ کرسکے؟جیسا کہ ہمارے پیارے امام ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 اپریل 2020ء میں اس آیتِ قرآنی کا ذکر فرمایا تھا کہ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا(الزلزال:4)انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے؟ درحقیقت ایسی ہی حالت ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ اور ایسے مشکل وقت میں وہ لوگ جو اپنے خالق کو مکمل طور پر بھول چکے تھےبلکہ اس کی ذات کے ہی منکر تھے وہ بھی ایک خالق کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ کوئی ایسی اعلیٰ ذات ہو جو معجزے سے اس وباء سے انسانیت کو بچا لے۔ مگر بہت سے ایسے بھی ہیں جو ابھی تک انسانی حیلوں کو ہی بچاؤ کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ مسلمہ وہ واحد جماعت ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اس خوف کی حالت میں بھی خلیفۂ وقت کی صورت میں امن عطا کیا ہوا ہے۔ خلافت کے حصار میں ہونے کے باعث ہم نہ صرف اس وباء سے بچاؤ کے تمام دنیاوی حل کر رہے ہیں بلکہ روحانی حل بھی کررہے ہیں۔ جو کہ بہر حال حقیقی حل بھی ہے۔ اور ہر فردِ جماعت خلیفۂ وقت کی ہر ہدایت پر دل و جان سے عمل پیرا ہورہا ہے اور نہ صرف دعاؤں کے ذریعہ سے بلکہ خدمتِ انسانی میں بھی بڑھ چڑھ کر عملی حصہ لے رہا ہے۔

اسی ضمن میں، میں ایک احمدی مسلمان کی اطاعتِ خلافت اور اس سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا کچھ عرضِ حال بیان کرنا چاہتی ہوں۔ گزشتہ ماہ نیشنل امیر کی جانب سے ساری جماعت کو یہ ہدایات موصول ہوئیں کہ غیر ضروری طور پر گھروں سے نہ نکلا جائے اور اس وبا سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے۔ اس ہدایت کے سنتے ہی خاکسار نے معمول کی سیر پر جانا چھوڑ دیا حتیٰ کہ اپنے بھائی جن کا گھر کچھ گز کے فاصلہ پر ہے اس حکم کے پیشِ نظر ان کے گھر جانا چھوڑ دیا۔ گو اس بات کا احساس بھی تھا کہ بیماری سے بھی بچنا ہے ، لیکن امیر کا حکم اور اطاعت اپنی صحت سے بڑھ کر اہم تھا جو کہ ہر احمدی نے اطاعتِ خلافت سے سیکھا ہے اسی دوران حضورِ انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطاب جو کہ ہیومینیٹی فرسٹ کے ایک پروگرام کے موقع پر آپ فرما رہے تھے سننے کا موقع ملا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کا انتظار نہیں کرنا کہ کوئی ہم سے مدد مانگے تو ہم اس کی مدد کریں بلکہ ہمیں آگے بڑھ کر خود انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔ یہ خطاب سن کر ہر احمدی کی طرح میرے دل میں بھی خدمتِ خلق کا جزبہ پیدا ہوا اور دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ کوئی موقع مہیّا کردے۔ ابھی اس بات کو کچھ دن ہی گزرے تھے کہ مقامی لجنہ صدر کی جانب سے یہ پیغام آیا کہ ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First Canada) کو رضاکاروں(volunteers) کی ضرورت ہے۔ خاکسار نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کسی بھی تردّد کے بغیر اسی لمحہ اپنے آپ کو پیش کردیا۔ اور آج قریباً ایک مہینہ بعد خاکسار نے گھر سے قدم نکالا اور ہیومینیٹی فرسٹ کے دفتر کو روانہ ہوئی۔ وہاں پہنچ کر ہدایات ملنے کے بعد کام شروع کیا اور باقی خدمت گزاروں کےساتھ مل کر ضرورت مند خاندانوں کے لئے ان کی ضرورت کےمطابق راشن بیگ بنائے اور دیگر کام سرانجام دیئے۔ یہ میرا اس نوعیت کا پہلا تجربہ تھا۔جہاں اور بہت سی چیزیں میرے لئے دلچسپی کا باعث تھیں وہاں ایک بات جو میرے مشاہدہ میں آئی وہ اس ادارے میں خدمت سرانجام دینے والے افراد کا بلند اخلاق تھا جس کا مظاہرہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے تھے اور خصوصاً ان لوگوں سے کر رہے تھے جو راشن لینے آرہے تھے۔ اس کے علاوہ آنے والوں کی ضروریات کا خیال بھی قابلِ دید تھا۔

الغرض یہ موقع میرے لئے ایک لذّت بھرے تجربہ سے کم نہ تھا۔ اور اس سارے وقت میں گو بہت سارے لوگوں سے ہمارا سامنا ہوامگر کسی سے بھی وباء کے لگنے کا چنداں خیال دل میں نہ آیا۔ کیونکہ دل میں ایک تسلّی تھی کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کو گھر سے نکلے ہیں وہی مالک حفاظت بھی کریگا۔ بفضلِ اللہ تعالیٰ گھر پہنچ کر جب سارے دن کے متعلق سوچا تو ذہن میں لجنہ اماءاللہ کا عہد یاد آیا جو ہم ہر جماعتی پروگرام میں دہراتے ہیں کہ ”میں اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی۔“

گویا کہ ایک مہینہ اپنی ہر ضرورت، ہر تعلق کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے اس خاکسار اور تمام احباب نے وقت گزارا۔ لیکن جونہی جماعت کی جانب سے آواز پڑی تو سب نے یک زباں ہوکر لبیّک کہا۔یہ سوچے بغیر کہ اس سے کہیں ہماری صحت خراب نہ ہوجائے یاکہیں گھر والے نہ بیمار پڑ جائیں۔ الغرض جماعت سے اور خلیفۂ وقت سے کیا ہوا عہد ہر دوسری فکر اور ذاتی سوچ پر غالب آگیا۔ اور یہ جذبہ محض خدا کے فضل اور خلافتِ احمدیہ و خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت کا ہی ثمر ہے۔جو ہر احمدی کو تمام دنیا پر جہاں ایک امتیاز بخشتا ہے وہیں ہم پر بہت بڑی ذمہ داری بھی ڈالتا ہے۔

پس آج اگر وفا اور عہد نبھانے کی مثال دنیا میں کہیں دیکھنی ہو تو وہ یقیناً اس الٰہی جماعت کے ہر ایک مرد و زن، بچےاور جوان میں نظر آئے گی جو اس بے مثال وفا کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ اور یہ خلافت ہی کی برکتیں ہیں۔ الحمداللہ

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اور ہر احمدی کو خصوصاً اس وائرس سے محفوظ رکھے اور ہمیں بڑھ چڑھ کر دعاؤں پر توجہّ دینے اور اپنے تمام عہدوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔تا ہم ہمیشہ خلافت کی برکات سے حصہّ پاتے رہیں۔ آمین

کڑی اس دھوپ میں سدرہؔ یہ جو ٹھنڈی ہوائیں ہیں
خلافت کی ہی برکت ہے یہ جو ساری عطائیں ہیں

فرخ شاد

ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین

اِسلام آباد پاکستان سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ ماہر طبیب، ہمدرد اور مخلوق کی خدمت کرنے والے ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین کروناوائرس کے باعث مورخہ 18۔اپریل 2020ء کو 73 سال کی عمُر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مکرم ڈاکٹر صاحب کا تعلق حضرت احمد جان ؓ کے خاندان سے تھا۔ جن کے ہاں حضرت مسیح موعود ؑ نے پہلی بیعت لی تھی۔ آپ کا شجرہ نسب یوں ہے ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین ابن مکرم پیر عبد الرحیم ابن مکرم پیر مظہر الحق ابن مکرم پیر افتخار احمد ابن حضرت صوفی احمد جانؓ۔اس طرح آپ مکرم پیرمنظور احمد قاعدہ یسرنا القرآن کے بھی پڑ پوتے لگے۔

خاکسار نے اپنے قیام اسلام آبادمیں موصوف کو بہت ہمدرد، شفیق اور مریضوں سے بہت پیار سے پیش آنے والا پایا۔ مربّیان اور جماعت کے خدمت گزاروں سے بہت پیار سے پیش آتے۔ خاکسار کے ساتھ تو بہت زیادہ پیار کا تعلق تھا۔ کہا کرتے تھے کہ میں آپ کا فیملی فزیشن ہوں۔ مجھے اس پر فخر ہے بلکہ حضور ایدہ اللہ سے ایک دفعہ اپنا تعارف کرواتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا کہ ”میں (میرا نام تحریر کرکے)مربی اسلام آباد کا فیملی ڈاکٹر ہوں۔“

کہا کرتے تھے کہ مجھے میرے دادا مکرم پیر مظہر الحق نے ڈاکٹر بننے پر مریضوں سے ہمدردی اور پیار کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ نیز نصیحت کی تھی کہ اب مزید نہ پڑھنا۔ تکبر آجائے گا اور جب تکبر آئے گا تو بڑے بڑے لوگوں سے ملو گے اور چھوٹے طبقہ کے لوگوں کی طرف دھیان نہیں دو گے۔ پس غریبوں کا بہت خیال رکھنا اور حضرت مسیح موعود ؑ کے ارشاد کا حوالہ دے کر مزید فرمایا کہ جو طبیب اپنے مریضوں کے لئے دُعا نہیں کرتا وہ شرک کرتا ہے۔ تم پر ضروری ہے کہ روزانہ 2نفل پڑھ کر مریضوں کےلئے دعا کرو۔ اس کے علاوہ بھی دعا ضرور کیا کرو چنانچہ مرحوم عرصہ 50 سال سے یہ نوافل ادا کررہے تھے۔

مجھے ایک یہ واقعہ نہیں بھولتا کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو قریباً ساڑھے گیارہ بجے صبح گھر پر فون کیا۔ ان کی مسز نے بتایا کہ نفل پڑھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ کا فون آگیا۔ میرے استفسار کرنے پر فرمانے لگے کہ میں اپنے نوافل کا کسی کو بتاتا تو نہیں۔ اب آپ نے پوچھ لیا ہے تو بتائے دیتا ہوں کہ میں کلینک پر جانے سے قبل وہ 2نفل پڑھتا ہوں جو حضرت خلیفتہ المسیح الثالث ؒ نے فرمائے تھے۔کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ تو وفات پاجاتا ہے مگر اس کے احکامات تو جاری رہتے ہیں۔ ان پر موت نہیں آتی اور رات کلینک سے واپس آکر موجودہ خلیفہ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ) کے بتائے ہوئے 2 نفل پڑھ کر سوتا ہوں۔ (یہ خلافت رابعہ کی بات ہے)

آپ نڈر داعی الی اللہ تھے۔ اپنے کلینک میں بھی دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ کتب بھی رکھی ہوئی تھیں۔ میں ایک دن اپنا تیار کردہ بروشر ساتھ لے گیا تو اسے اونچی آواز سے پڑھنا شروع کردیا تا قریب بیٹھے مریض بھی سُن لیں۔ غریبوں اور مستحقین سے رقم نہ لیا کرتے تھے بلکہ دوائی کےلئے بھی رقم دے دیا کرتے تھے۔

مجھے ایک دفعہ دِل کی تکلیف ہوگئی۔ میں نے مکرم ڈاکٹر نوری کو دکھلایا اور علاج شروع کردیا۔ انہیں اطلاع ہوئی تو مربی ہاؤس میں حال احوال پوچھنے آئے۔ میری کیفیت کو دیکھ کر فوراً علاقے کے بہت بڑے فزیشن کو فون کرکے وقت لیا اور کہا Second Opinion لینا ضروری ہے۔ پھر مجھے خود ساتھ لے کر گئے اور دو اڑھائی گھنٹے وہاں کلینک پر میرے ساتھ رہے اور مجھے اس کی ادائیگی بھی نہ کرنے دی۔

آپ نے اپنا نیا گھر تعمیر کیا۔ خاکسار مبارکباد دینے گیا تو باہر تختی پر ”محمد نقی الدین“ لکھا تھا۔ میں نے کہا کہ ”پیر“ ضرور لکھوائیں۔ اس سے آپ کی حضرت احمد جان ؓ کے ساتھ نسبت ظاہر ہوتی ہے۔ پہلے تو انکساری و عاجزی دکھائی۔ مگر خاکسار کے زور دینے پر اپنے نام کے ساتھ ”پیر“ لکھوایا۔ مصروف الاوقات ہونے کے باوجود جمعہ کے روز بیت الذکر اِسلام آباد میں گھنٹہ ڈیڑھ مریضوں کو دیکھتے اور علاج تجویز کرتے۔ بہت منکسر المزاج و نیک صالح تھے۔ اولاد کی بھی تربیت کا حق ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ نے لواحقین میں ایک بیوہ، بیٹا، بہو ، چار بیٹیاں اور 13 نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں یاد چھوڑے ہیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

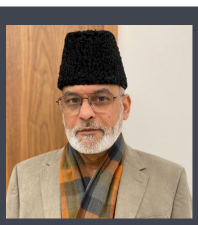

”دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے“

جو ڈھانپ لے عصیاں کو مرے عیب چھپا دے
رحمت کی خدایا مجھے اک ایسی عبا دے

دیوانہ ہوا جاتا ہوں میں جذبِ جنوں میں
”دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے“

دربارِ خلافت کا ہوں وہ مست قلندر
جو وجد میں آجائے تو دنیا کو بھلادے

اس شمعِ خلافت کا ہوں پروانہ میں ایسا
جو مجھ کو جلائے نہ مگر مجھ کو جِلا دے

ہوں رند میں اک بادۂ یثرب کا اے ساقی
کوثر کا کوئی خاص مجھے جام پلادے

رہتا ہے وہی زندۂ جاوید جہاں میں
اولاد کو بچپن سے ہی جو درسِ وفا دے

یہ دوسری قدرت کا جو ہے پانچواں مظہر
اس دور میں ہی غلبۂ دیں مولیٰ دکھا دے

اس عہد میں بس ایک سفینۂ اماں ہے
چڑھ جائے جو اس پہ تو اسے پار لگادے

بیمار جو آیا ہو کوئی آخری دم پر
اعجازِ مسیحائی سے وہ زندہ اٹھا دے

واللہ یہ اس کی ہی نظر کا تو اثر ہے
پڑ جائے تو سوئی ہوئی قسمت کو جگا دے

مانا ہے جسے ہم نے یہی خلق ہے اس کا
دشمن اسے گالی دے تو وہ اس کو دعا دے

اس وقت کے عیسیٰ کی مسیحائی جدا ہے
وہ جس کو دعا دے اسے ساتھ دوا دے

اک ڈھال ہے جو عرش سے اتری ہے زمیں پر
اللہ کے بندوں سے بلاؤں کو بھگا دے

انعامِ الٰہی ہے یہ اک عروۂ وثقیٰ
بندے کو وہ جو خالقِ ازلی سے ملا دے

منصف ہی تو ہے نظر ہٹالیتا ہے ورنہ
انصاف پہ آئے تو وہ اک حشر مچا دے

اس عہد کے خاصوں میں ہے خاص اس کا یہ خاصہ
توحید کے ڈنکے کو وہ ہر سمت بجا دے

ہر ملک کے ہر شہر میں اللہ کے گھر ہوں
وہ دینِ محمد کا علم اونچا اڑا دے

ہے احمدِ ہندی ہی فقط ایک وسیلہ
رستہ جو درِ احمدِ عربی کا بتا دے

سجدے میں جبیں اس کی اٹھے ہاتھ دعا کو
دیکھا ہے کہ پھر عرش کے کنگرے وہ ہلا دے

وارث ہے جو اس تختِ مسیحا کا خدایا
دے عمرِ خضر حفظ و اماں اپنی سدا دے

ہو تختِ محمد ہی سبھی تختوں سے اونچا
اب عظمتِ اسلام کو ہر دل میں بٹھا دے

مضرابِ محبت پہ فقط تیری ہی دھن ہو
شیطان کے ہر ساز کو دنیا سے مٹادے

جو چاہے کرے قادرِ مطلق ہے تری ذات
کوئی شان بڑھادے تو کوئی شان گھٹا دے

تو فرش نشینوں کو کرے عرش نشیں بھی
تو چاہے تو پھر تخت نشیں نیچے گرا دے

اللہ بڑا سب سے ہے اللہ ہی بڑا ہے
دنیا میں فقط ایک سنائی یہ صدا دے

دن دیکھ لیں ہم آنکھ سے یہ عمر میں اپنی
طاعت میں تری سر کوئی ہر ایک جھکا دے

اے شافیٔ امراض بھلا خیر ہو سب کی
بیمار پہ ہو فضل تیرا سب کو شفا دے

کچھ ایسی وبا پھیلی کہ دم گھٹتا ہے اس میں
ہم حبس کے ماروں کو خداوندا صبا دے

اوڑھوں تو مری روح نکھر جائے خدایا
وہ خاص مجھے حسنِ عمل کی جو قبا دے

میں بندۂ ناچیز گنہگار شرمسار
اللہ مجھے بخش دے جنت کی فضا دے

محفوظ جو رکھے شرِّ شیطان سے ہر دم
ناچیز ظفر کو وہ حفاظت کی ردا دے

مبارک احمد ظفر۔لندن

یکم مئی 2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:30	18:46
مدینہ منورہ		04:25	18:51
قادیان		04:13	19:08
ربوہ		03:54	18:51
اسلام آباد ٹلفورڈ	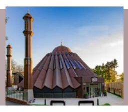	03:08	20:25